ہفت روزہ
لاہور

ترجمانِ اسلام

بیادگار
حضرت مولانا مفتی محمود
رحمۃ اللہ علیہ

حافظ عمران قادری

2/4 18/19

شمعِ رسالت
کے پروانوں کو مُتّحد کرنے کے لئے ہم
ہر گلی اور کُوچہ میں جائیں گے۔

حضرت درخواستی مدظلہ العالی کا خطاب

مجاہد
کشمیر

مولانا
عبدالحمید
قاسمی

رحمۃ اللہ علیہ

یکم مئی تا ۷ مئی اور ۸ مئی تا ۱۴ مئی ۱۸۱ء | شمارہ ۱۸/۱۹ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

بچنا ہے تو پھر اپنی تنظیم کریں

حق والے مت قوّت کو تقسیم کریں ۔۔۔ اِک ہو جائیں باطل کو دو نیم کریں
ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہم مِٹ جائیں گے ۔۔۔ بچنا ہے تو پھر اپنی تنظیم کریں
یہ ہی رہی جو سوچ تو پھر بربادی ہے ۔۔۔ لہٰذا اپنی سوچ میں کچھ ترمیم کریں
سدّباب ہو کیسے اُٹھتے فتنوں کا ۔۔۔ بیٹھ کے باہم افہام و تفہیم کریں
پھر دیکھیں نظّارہ رب کی رحمت کا ۔۔۔ بڑے کریں شفقت چھوٹے تعظیم کریں
میری بات ہو جھوٹ تو بیشک رد کر دیں ۔۔۔ سچّی بات کہوں تو پھر تسلیم کریں
حق کی خاطر آگ بھی ہو تو کُود پڑیں ۔۔۔ تازہ پھر سے سنّت ابراہیم کریں

دی تھی اکابر نے تعلیم جو گیلانی
سچّے دل سے عام وہی تعلیم کریں

سیّد امین گیلانی

یہ نظم حضرت مولانا عبید اللہ انور ناظم عمومی کے اعزاز میں نظام العلماء ضلع لاہور کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں پڑھی گئی۔

مولانا عبید اللہ انور کی نئی ذمہ داریاں

امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم کی ہدایت پر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی نے قائد مرحوم حضرت مولانا مفتی محمود قدس سرہ العزیز کی جگہ نظام العلماء پاکستان کے ناظم عمومی کی حیثیت سے ذمہ داریاں سنبھال لی ہیں اور ان کی پہلی پریس کانفرنس کی تفصیلات اسی شمارہ میں شائع ہو رہی ہیں۔

مولانا انور مدظلہ کی شخصیت ملک کے دینی و سیاسی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ وہ اس عظیم باپ کے جانشین ہیں جس کی ولولہ انگیز قیادت میں علماء حق نے پاکستان میں سفر نو کا آغاز کیا تھا اور جس کی جہد و عمل اور صدق و صفا کی روایات دعوت و عزیمت کی تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔

امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز کے اس غیور و جسور جانشین نے دین و سیاست کے ہر محاذ پر اپنے عظیم باپ اور بے مثال اکابر کی روایات کو زندہ رکھا اور آج بھی وہ عزیمت و استقامت اور صبر و حوصلہ کی انہی روایات کو سینے سے لگائے ہوئے جہد و عمل کے جذبہ سے سرشار ہو کر قافلہ ولی اللہی کو منزل کی سمت گامزن رکھنے کے لئے مصروف کار ہے۔

مولانا انور مدظلہ کا ماضی ایسا شاندار ماضی ہے جو ایک تابناک مستقبل کی نوید دیتا ہے۔ انہوں نے جہاں شیرانوالہ گیٹ لاہور میں سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ کی روحانی مجلسوں کی رونق کو باقی رکھا، وہاں آمریت اور ظلم و جبر کے طوفانوں سے ٹکراتے ہوئے زنجیروں اور سلاخوں کی تاریک کوٹھڑیوں کو بھی اپنے وجود سے منور کیا۔ انہوں نے جہاں لاہور کی سڑکوں پر لاٹھیوں کے وار سہتے ہوئے کلمۂ حق کی بلندی کا فرض ادا کیا وہاں بلغاریہ کی بین الاقوامی امن کانفرنس میں دنیائے کفر کے دانشوروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسلام کے نظام عدل کی ترجمانی اور نمائندگی کا حق ادا کیا۔

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ اور امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے سامنے زانوئے تلمذ و تربیت تہہ کرنے والا یہ مرد قلندر آج اس مرد مجاہد کی جانشینی کے منصب پر فائز ہوا ہے جس نے پاکستان میں آمریت کے بت کو پاش پاش کر کے جہاں عوام کو ان کے حقوق سے بہرہ ور کرنے کی صبر آزما جدوجہد کی قیادت کی وہاں علماء حق کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے اور اساتذہ کی عظمت اشارہ کر رہی ہے کہ مولانا مفتی محمودؒ کا یہ جانشین اپنے عظیم باپ اور عظیم پیش رو کی جدوجہد کا نہ صرف پرچم سربلند رکھے گا بلکہ اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر کاروان ولی اللہی کے مستقبل کے نقشے میں نئے اور خوشنما رنگ بھرنے میں بھی کامیاب ہو گا۔ مولانا انور مدظلہ نے جن حالات میں یہ ذمہ داریاں سنبھالی ہیں وہ ملکی لحاظ سے بھی نازک ہیں اور جماعتی لحاظ سے بھی انہیں جہاں ملک میں علماء حق کے سیاسی وقار کو باقی اور سیاسی عمل کو زندہ رکھنے کے لئے محنت کرنا ہے وہاں جماعت کے اندر بھی غلط فہمیوں اور شکر رنجیوں کا ازالہ کرتے ہوئے محبت اور اعتماد کی فضا کو قائم کرنا ہے۔

پورے ملک کی نگاہیں اس وقت علماء حق کے اس قافلہ پر مرکوز ہیں۔ سیاسی عناصر اپنا رخ متعین کرنے کے لئے ولی اللہی قافلہ کے قدم اٹھنے کے منتظر ہیں۔ ایسے میں ہم سب کا فرض ہے کہ حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مدظلہ العالی اور حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کو مکمل اعتماد، تعاون اور وفاداری کا یقین دلاتے ہوئے اپنی صفوں کو منظم کریں اور اس ملک کے

ہفت روزہ
ترجمان الاسلام لاہور

جلد نمبر ۲۳ شمارہ نمبر ۱۹/۱۸

جمعۃ المبارک ۲۵ جمادی الثانی اور ۲ رجب ۱۴۰۶ھ

سرپرست
حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مدظلہ

نگرانِ اعلیٰ
حضرت مولانا عبید اللہ انور

مدیر
ابو عمار زاہد الراشدی

مدیر معاون
زاہد بلند شہری

چیف رپورٹر
راؤ منور احمد خاں

بدل اشتراک

سالانہ	۶۵ روپے
ششماہی	۳۳ روپے
سہ ماہی	۱۷ روپے

قیمت فی شمارہ ایک روپیہ پچاس پیسہ

یکے از مطبوعات: نظام العلماء پاکستان

خط و کتابت: چوک رنگ محل لاہور

سپاسنامہ

۲۲ اپریل بروز بدھ حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ ناظم عمومی نظام العلماء کے اعزاز میں نظام العلماء ضلع لاہور نے ایک استقبالیہ دیا۔ اس استقبالیہ میں ضلع لاہور کے امیر جناب مولانا حمید الرحمن نے جو سپاس نامہ پڑھا قارئین کی دلچسپی کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔

خدمت حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب دامت برکاتہم، ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم اراکین نظام العلماء پاکستان ضلع لاہور اس امر پر اطمینان ومسرت کا اظہار کرتے ہیں کہ آنجناب نے نظام العلماء پاکستان کے ناظم عمومی کی حیثیت سے ذمہ داری سنبھال لی ہیں۔

جناب والا! آنجناب کے عظیم والد حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ العزیز نے علماء حق کے قافلہ کو منظم کرنے اور جمعیۃ علماء اسلام کی تشکیل نو میں جو فعال اور مجاہدانہ کردار ادا کیا وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے اور آج علماء حق جدوجہد کے طویل مراحل سے گزر کر قومی سیاست میں ایک اہم مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں تو یہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی جدوجہد، دعاؤں اور توجہات کا نتیجہ ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ آپ اپنے عظیم باپ کے عظیم مشن پر چلتے ہوئے ولی اللہی قافلہ کی راہنمائی کی شاہراہ پر عزیمت واستقامت کے ساتھ گامزن ہیں۔

جناب والا! قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود قدس سرہ العزیز کی وفات حسرت آیات کے بعد قومی سیاست اور جماعتی قیادت کے محاذ پر علماء حق کو جو دھچکا لگا ہے اس کے اثرات ایک عرصہ تک محسوس کئے جاتے رہیں گے۔ اگرچہ حضرت مفتی صاحب کے بعد کے خلاء کو پُر کرنا مشکل ہے، لیکن حضرت درخواستی مدظلہ اور حضرت مفتی صاحبؒ کے بعد ایسی شخصیت جس کی بنیاد پر جماعتی شیرازہ کو متحد رکھا جا سکے، آپ کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی علالت اور مصروفیات کے باوجود یہ ذمہ داری آپ کے سپرد کر دی گئی ہے۔

جناب والا! ہم یہ بات محسوس کرتے ہیں کہ آپ زیادہ متحرک کردار شاید ادا نہ کر سکیں، لیکن ملک بھر میں جماعتی احباب کے اطمینان کے لئے یہی بات کافی ہے کہ جماعت کو آپ کی قیادت، راہنمائی اور دعائیں میسر ہیں اور آپ کے ساتھ حضرت مولانا اجمل خان، قاضی عبداللطیف صاحب، صاحبزادہ فضل الرحمن صاحب، مولانا غلام ربانی صاحب، مولانا زاہد الراشدی اور دیگر سرگرم حضرات کی رفاقت اس امر کی ضامن ہیں کہ آپ کی قیادت میں ان حضرات کی صلاحیتیں مجتمع ہو کر جماعتی قافلہ کو شاہراہ عزیمت پر گامزن کرنے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔

حضرت والا! ہم آپ کو اور آپ کے رفقاء کو مکمل اعتماد وتعاون کا یقین دلاتے ہوئے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ علماء حق کے اس قافلہ کو نظر بد سے بچائے اور آپ حضرات کی راہنمائی میں ہمیں دینی وقومی معاملات میں بھرپور اور مؤثر کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین

منجانب: (مولانا) حمید الرحمن ودیگر اراکین نظام العلماء ضلع لاہور

رپورٹنگ: ظہیر میر

شمع رسالت کے پروانوں کو متحد کرنے کیلئے ہم ہر گلی اور کوچے میں جائیں گے

حکومت کو اسلامی نظام کے صحیح قیام کے لئے علماء سے رابطہ کرنا چاہیئے۔

نوجوان منظم اور متحد ہو کر اسلامی نظام کے لئے کام کریں

نماز جمعہ کے عظیم اجتماع سے حضرت درخواستی دامت برکاتہم کا معرکۃ الآراء خطاب

عمرہ ادا کرنے کے بعد امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ العالی ۹ اپریل کو تقریباً آٹھ بجے بذریعہ ریل لاہور تشریف لائے۔ اسٹیشن پر سینکڑوں کارکنوں نے حضرت درخواستی کو خوش آمدید کہا۔ حضرت نے فرداً فرداً حال دریافت فرمایا اور پھر رات قیام کے لئے حاجی دستگیر صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ اگلے دن اخبار میں ایک اشتہار کے ذریعہ لوگوں کو مطلع کیا گیا کہ حضرت درخواستی نماز جمعہ شیرانوالہ مسجد میں پڑھائیں گے۔ چنانچہ لاہور کے دور دراز علاقوں سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ حضرت درخواستی کے ارشادات سننے کے لئے نماز جمعہ میں جمع ہوئے۔ حضرت درخواستی مدظلہ العالی نے اس عظیم الشان اجتماع سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک معرکۃ الآراء خطاب فرمایا۔ اجتماع کا جوش و خروش دیدنی تھا۔ لوگ اپنے امیر کے ایک ایک ارشاد پر بے شمار نعروں سے اپنے جذبات کا اظہار فرماتے رہے۔

حضرت درخواستی نے رقت آمیز لہجے میں خطبۂ مسنونہ پڑھا، پھر فرمایا:

عمرہ ادا کرنے کے لئے خدا کے گھر حاضر ہُوا۔ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی حاضری ہوئی۔ دل تو کرتا تھا کہ اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسی مقدس سرزمین کا ہو کر رہ جاؤں؛ کیونکہ آپ نے مجھے بہت دکھ دیئے ہیں، لیکن خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ فرمایا پاکستان میں جا کر کام کرو۔ میں تو مارا مارا پھر رہا ہوں، اور جب تک جان باقی ہے اسی طرح کام کرتا رہوں گا۔ میں نوجوانوں سے بھی کہتا ہوں کہ وہ مایوس نہ ہوں۔ اپنے اندر اتحاد اور اتفاق پیدا کریں۔ میں نے بیت اللہ شریف اور روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ لوگوں کے لئے رو رو کر دعائیں کی ہیں۔ اللہ تمہاری ضرور مدد کرے گا اور حق آ کر رہے گا باطل کو شکست ہو گی۔ اس موقعہ پر لوگوں نے انتہائی جذباتی انداز میں حضرت درخواستی زندہ باد" "علماء حق زندہ باد" اور نعرۂ تکبیر اللہ اکبر کے پُر زور نعرے بلند کئے۔

حضرت درخواستی نے خطاب کرتے ہوئے تمام محب وطن عناصر کو اپیل کی کہ وہ تمام اختلافات بالائے طاق رکھتے ہوئے متحد ہو کر نظام مصطفےٰ کے نفاذ کی خاطر جدوجہد کریں۔ انہوں نے فرمایا کہ دین سارے کا سارا ادب کا نام ہے اور ایمان عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ انہوں نے نوجوانوں سے کہا کہ اپنے اندر عشق رسول کی تڑپ پیدا کریں اور لوگوں تک صحیح دین پہنچانے کے لئے دن رات کام کریں۔

حضرت درخواستی نے شرعی عدالت کے حالیہ فیصلے کی سخت مذمت کی اور اسے غیر شرعی فیصلہ قرار دیا۔ آپ نے فرمایا کہ "رجم" اسلام کی حد ہے۔ انہوں نے حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ اس سلسلہ میں علماء سے رابطہ کرے اور علماء سے صحیح مؤقف پتہ کرے۔ انہوں نے اسلامی نظام کے لئے استصواب رائے کی تجویز کو غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے توہین قرار دیتے ہوئے کہا کہ جس نظریہ کے تحت یہ مملکت قائم کی گئی تھی اس پر دوبارہ استصواب رائے کرانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جس مملکت کو بنے ہوئے تینتیس سال گزر چکے ہیں ابھی تک وہاں اسلام کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات باعثِ مسرت ہے

کہ پاکستان میں حمیت ۔ غیرت ۔ علم اور حیاء دوسرے ملکوں کی نسبت بہت زیادہ ہے، لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ان چیزوں کے باوجود بھی ابھی تک یہاں اسلامی نظام صحیح معنوں میں قائم نہیں ہو سکا۔ انہوں نے لوگوں سے ہاتھ اٹھوا کر وعدہ لیا کہ وہ ملک میں اسلامی نظام کے لئے جدوجہد کرنے میں ہمارا ساتھ دیں گے۔ لوگوں نے اس موقع پر ہاتھ اٹھا کر جذباتی نعروں سے حضرت درخواستی کو اپنی حمایت کا یقین دلایا۔ حضرت درخواستی نے نوجوانوں سے کہا کہ جو نظریات اسلام اور عقل کے خلاف ہیں انہیں یکسر ختم کر کے اسلامی نظام کے لئے جدوجہد کریں۔ انہوں نے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ نوجوانوں کے دلوں میں عشق مصطفٰے کی تڑپ اور لگن موجود ہے۔

حضرت درخواستی نے اپنے خطاب میں کذب بیانی سے کام لینے والے عناصر کو خبردار کیا کہ وہ حق کی رفاقت اختیار کریں اور دلوں میں خوف خدا پیدا کریں۔ انہوں نے لوگوں کو خبردار کیا کہ اگر ان لوگوں نے کذب بیانی کو نہ چھوڑا تو ان کا حشر رسواکن ہو گا۔ انہوں نے واضح کیا کہ ہمارے نوجوان قرآن پاک کے مخالفوں اور اشتراکیت کا پرچار کرنے والوں کا مقابلہ کرنا جانتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے بیت اللہ اور روضۂ رسول ؐ پر نوجوانوں کے لئے دعائیں کی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نوجوان میری اولاد روحانی ہیں۔ یہ اگر مجھے تنگ بھی کر رہے ہیں پھر بھی ان کو دعائیں دوں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ علماء کرام ملک کے باغی نہیں بلکہ محب وطن ہیں۔ حکومت کو خود ان سے رابطہ قائم کرنا چاہیئے۔ اس موقع پر حضرت درخواستی نے حکومت پر بھی نکتہ چینی کی اور مطالبہ کیا کہ سنسر شپ کو ختم کیا جائے اور سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے اور ملک میں عام انتخابات کرانے کی فضا ہموار کی جائے۔ انہوں نے حکومت سے کہا کہ وہ لادین عناصر کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے اور وطن دشمن عناصر کو قرار واقعی سزا دے۔

حضرت درخواستی مدظلہ العالی نے اس موقع پر نظام العلماء کی تنظیم پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ جو لوگ ہمارے خلاف غلط پراپیگنڈہ کر رہے ہیں ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ وہ ہمیں گالیاں بھی دیں ہم پھر بھی ان کے لئے دعائیں کرتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے مولانا عبیداللہ انور کو ناظم عمومی منتخب کیا ہے۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ وہ مولانا عبیداللہ انور کی قیادت میں نظام العلماء کے لئے کام کریں۔ اس موقع پر لوگوں نے ہاتھ اٹھا کر پرزور نعروں سے حضرت درخواستی کو اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا۔ حضرت درخواستی نے فرمایا کہ نظام العلماء کی تنظیم کو مؤثر بنانے کے لئے میں مثبت طور پر ملک کے گلی کوچوں میں تبلیغی دورے کروں گا تاکہ نظام العلماء کی تنظیم کے لئے متحد ہو کر موثر طور پر کام کیا جا سکے۔

ضروری اعلان

ایجنسی ہولڈر اور دیگر احباب آئندہ ترجمان اسلام کی رقوم کے ڈرافٹ یا چیک مولانا زاہد الراشدی اور مولانا غلام اکبر صاحب کے نام ارسال کریں کیونکہ اکرام القادری صاحب کو ادارے سے سبکدوش کر دیا گیا ہے۔ (ادارہ)

نذرانہ عقیدت
بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

گذشتہ دنوں سرورِ کونین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے لئے مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن چوک بخاری شکر گڑھ میں جمعیۃ طلبہ اسلام شکر گڑھ کے زیر اہتمام ایک اجتماع منعقد ہوا جس کی صدارت جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع سیالکوٹ اور مجلس اقبال گورنمنٹ ڈگری کالج شکر گڑھ کے صدر محمد اعظم خان نے کی۔ کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔

بعد ازاں جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع سیالکوٹ کے ناظم مالیات اسلام الحق انجم نے اس بابرکت محفل سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو اپنی زندگیاں اسوۂ رسول ؐ کے مطابق بسر کرنا چاہیئں۔ محسن انسانیت کے بتائے ہوئے راستہ پر چل کر ملک و قوم کی بہتر خدمت کر سکتے ہیں۔

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے صوبائی راہنما محمد افضل نے طلبہ کو تلقین کی کہ وہ حضور کی سیرت مقدسہ کا مطالعہ کریں۔ اس عہد زوال میں سرکار دوجہاں کی حیات طیبہ کو مشعل راہ بنا کر ہم کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔ خاتم الانبیاء ؐ کی زندگی کے مطالعہ سے بڑھ کر نوع انسانی کے تمام قلبی اور روحانی امراض کا اور کوئی علاج نہیں۔

صدرِ مجلس نے اپنی صدارتی تقریر میں علمائے کرام کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے مذہبی و فروعی اختلافات میں قوم کو الجھانے کی بجائے سردارِ انبیاء ؐ کی تعلیمات سے آگاہ کریں۔ جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع سیالکوٹ کے صدر محمد اعظم خان نے حکومتِ وقت سے مطالبہ کیا کہ ایسے افراد کا نوٹس لے جو قوم میں انتشار کی فضا پیدا کرتے ہیں۔ انہوں نے جمعیۃ طلبہ اسلام کے کارکنوں کو ہدایت کی کہ وہ اپنی زندگیوں کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیں۔

رپورٹنگ: محمد طیب شکر گڑھ

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

برصغیر میں اسلام کی تبلیغ اور اولیائے عظام کا کردار

شمع جہاں بھی ہو پروانے خودبخود قربان ہونے کے لئے دوڑتے ہیں۔ نہ لالچ دلانے کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ڈرانے دھمکانے کی۔ صرف فطرت کی سلامتی درکار ہوتی ہے اور یہ کہ نورِ شمع بے حجاب ہو۔ بدقسمتی سے آج ہمارے اعمال و اخلاق شمعِ اسلام کے لئے حجاب بنے ہوئے ہیں۔ ہم اپنے اعمال واخلاق کو نورِ ایمان کا آئینہ دار بنالیں پروانے خودبخود لپکیں گے۔

کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی حکومت نہیں رہی۔ ان کا اقتدار ختم ہوگیا ہے تو ترقی اسلام کے امکانات بھی ختم ہوگئے ہیں۔ مگر تم بتاؤ کیا کبھی مسلمانوں کے دورِ حکومت میں کبھی عیسائی مشنریوں کی طرح روپے کی بکھیر کی گئی؟ اسلام کو بدنام کرنے والے یورپین مورخین کچھ بھی لکھیں۔ مگر تم خود اپنے عقیدہ اور یقین کو ٹٹولو۔ کیا یہ تم سمجھتے ہو کہ اسلام محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، شمس الدین التمش، شیر شاہ سوری، بابر، اکبر، جہانگیر اور عالمگیر کے رعب و ادب اور ان کے فاتحانہ عزائم سے پھیلا ہے۔ اگر ان کے قومی جھنڈے اشاعت اسلام کے علمبردار ہوتے تو خود ان کے پایۂ تخت اور خاص ان علاقوں میں جو ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے باربار پامال ہوتے رہے ہیں غیر مسلموں کی غیر معمولی اکثریت نہ رہتی۔

مہرولی، آگرہ، قنوج، متھرا، دہلی، سہسرام، فتحپور سیکری اور ان کے مضافات میں جہاں ان کج کلاہوں کی سربفلک یادگاریں آج بھی ان کی شوکت وعظمت کا مرثیہ پڑھ رہی ہیں کبھی بھی مسلمانوں کو اکثریت نصیب نہیں ہوئی۔ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی ان اضلاع میں مسلمانوں کی تعداد دس پندرہ فیصدی سے زیادہ نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شیخ بو علی سندھی (متوفی ۲۷۰ھ) شیخ علی بن عثمان ہجویریؒ ثم لاہوری (متوفی ۴۶۵ھ) شیخ سیدنا بہاؤالدین زکریاؒ ملتانی، غریب نواز خواجہ معین الدین حسن السنجری الاجمیریؒ، شیخ یحییٰ منیریؒ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ حضرت بابا فریدالدینؒ شکر گنج، سلطان اولیاء حضرت خواجہ نظام الدینؒ کے نفوس قدسیہ ان کے روحانی فیوض وبرکات اور ان کی بے لوث ہمدردی خلق خدا جس سے آج تک غیر مسلم بھی متاثر ہیں، اشاعت اسلام کا ذریعہ بنی ہے کیونکہ ان بزرگوں کے اعمال و اخلاق شمع اسلام کے لئے حجاب نہیں تھے بلکہ وہ اس مقدس شمع کے آئینہ دار تھے، جس کی طرف حق و صداقت کے پروانے خودبخود دوڑتے ہیں اور اپنی ارادت وعقیدت کی پونجی اس کے قدموں پر نثار کرتے ہیں۔

سلطان شہاب الدین غوریؒ کی فتوحات کسی ایک متنفس کے دل کو بھی صداقت اسلام کے اعتراف کے لئے نہیں جھکا سکی۔ مگر اسی بادشاہ کے معاصر، فقیر بے نوا جن کو ہم "خواجہ غریب نواز" کہتے ہیں جو شہاب الدین غوری کی فتح کردہ دلی میں نہیں، پرتھوی راج کی راجدھانی میں غوری سے تقریباً بیس سال پہلے آچکے تھے۔ وہ بغیر کسی فوجی طمطراق کے فقیرانہ شان سے اجمیر پہنچے ہیں تو خواجہ غریب نواز کے کسی معتقد کی نہیں، اسلام کے کسی گرویدہ اور حلقہ بگوش کی نہیں، اسلام کے مخالف، مسٹر آرنلڈ مصنف "پریچنگ آف اسلام" کی تحقیق یہ ہے کہ صرف اس ایک سفر میں اسلام کے اس سچے نمونے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عاشق صادق، ہمدردی خلق خدا کے پیکر اور انس ومحبت کے اس چشمۂ شیریں کی غریب نوازی سے متاثر ہوکر سات سو خاندان شمع اسلام کے پروانے بنے تھے اور حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے تھے۔

صوبہ گجرات میں نویں صدی ہجری کے شروع سے لے کر دسویں صدی ہجری کے

ختم تک تقریباً دو سو برس اولوالعزم مسلمان بادشاہ حکومت کرتے رہے لیکن تم ہی بتاؤ کہ اسلام کے داعی اور مبلغ یہ شاہان گجرات تھے یا صوفیائے کرام و مشائخ کبار تھے۔ شیخ حسام الدین عثمان ابن داؤد ملتانی (متوفی ۸۳۶ھ) شیخ یعقوب بن مولا خواجگیؒ (متوفی ۸۶۰ھ) احمد کے قطب طریقت، گنج بخش شیخ احمد کھتوؒ (متوفی ۸۴۹ھ) ان کے شاگرد رشید خلیفہ حضرت سید برہان الدین عبداللہ نبیرہ مخدوم جہانیاں (متوفی ۸۵۷ھ) شیخ عبدالفتاح عسکریؒ شارح مثنوی، شیخ کبیرالدین ناگوریؒ (متوفی ۸۵۷ھ) حضرت سید علیؒ بن عبدالرحیم رفاعیؒ (متوفی ۸۵۷ھ) علامہ وجیہہ الدین علویؒ، شیخ علی مہائمیؒ، مولانا محمد بن طاہر، شیخ محمد غوث گوالیاریؒ، بہروچ کے سید کمال الدین قزوینیؒ، حضرت شرف الدین مشہدیؒ (متوفی ۸۰۸ھ) بڑودہ کے سید یحییٰ بن علیؒ ترمذی (متوفی ۸۵۰ھ) علامہ کمال الدین دہلویؒ ہمشیرزاد شیخ نصیر بن جمالؒ (متوفی ۸۵۶ھ) دھار نوساری کے شیخ نصیر جمالؒ (متوفی ۸۵۱ھ) راندیر کے شیخ نورالدین محمد بن علیؒ، خاص شہر سورت کے حضرت سید احمد بن عبداللہ حضرمیؒ متوفی ۱۰۰۳ھ، شیخ جعفر علی حضرمی (متوفی ۱۰۶۴ھ) خواجہ جمال الدین خوارزمیؒ (متوفی ۱۰۱۶ھ) جیسے علماء اور مشائخ کے چشمۂ فیض سے تشنہ لبان صداقت سیراب ہوئے اور ان کے مقدس چراغدانوں سے شمع اسلام کی کرنیں پھوٹیں۔

یہ درست ہے کہ مسلمان فرمانرواؤں کے اقتدار سے بسا اوقات ان بزرگوں کو اپنے اصلاحی کاموں میں سہولتیں میسر آئیں مگر اس سے بھی زیادہ درست بات یہ ہے کہ ان بزرگوں کے عزم اور ان کے بلند حوصلے مادی اقتدار کے تار و پود سے قطعاً بے نیاز تھے، حتیٰ کہ ان میں سے بہت وہ تھے جو دنیوی اقتدار سلاطین اور ان کے دنیادار سے ملنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔

انہیں میں مولانا محمد بن طاہر پٹنیؒ کے استاد محترم شیخ علی متقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ مشہور ہے کہ ایک مسلمان بادشاہ کے وزیر باتدبیر نے دعوت کے لئے بیحد اصرار کیا۔ جب اصرار حد سے بڑھا تو آپ نے دعوت منظور کرلی مگر اس شرط پر کہ جہاں چاہوں گا بیٹھوں گا، اور جو چاہوں گا کھاؤں گا، اور جب چاہوں گا اٹھ کر چلا جاؤں گا۔ وزیر کا شوق اتنا بڑھا ہوا تھا کہ اس نے منظوری کو غنیمت سمجھا اور شرائط کے مضمرات کی طرف وہ توجہ بھی نہ کرسکا۔

حضرت شیخ تشریف لے گئے تو شاہانہ قالینوں اور غالیچوں کو چھوڑ کر دروازہ کے قریب زمین پر بیٹھ گئے۔ کھانا چنا گیا تو اپنے تھیلے میں سے روٹی نکال کر کھائی اور السلام علیکم کہہ کر واپس تشریف لے آئے۔

شیخ علی متقی جب گجرات تشریف لائے تھے تو سلطان محمود کا زمانہ تھا۔ اس کو زیارت کا شوق ہوا۔ بے حد اصرار کے بعد تشریف لے گئے۔ واپسی کے وقت بادشاہ نے ایک کروڑ تنکہ (جو اس وقت گجرات کا سکہ رائج الوقت تھا) نذر کئے۔ آپ نے یہ پوری رقم قاضی عبداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ کردی اور دامن جھاڑ کر روانہ ہوگئے۔ یہی قاضی صاحب تھے جن کی رعایت سے آپ نے بادشاہ کی درخواست منظور فرمائی تھی۔

اس قسم کے سینکڑوں واقعات تاریخ کے صفحات میں موجود ہیں۔ منشا یہ ہے کہ اگر ان بزرگوں کو اپنے نصب العین میں مسلمانوں کے سیاسی اقتدار سے کوئی فائدہ پہنچا تو وہ ایک اتفاقی امر تھا، کیونکہ یہ بزرگ نہ اپنے بلند ارادوں کی تکمیل کے لئے اس تار عنکبوت کے محتاج تھے نہ ہی اسلام کا آب حیات جان آفرینی اور روح پروری کے لئے جام جمشید اور دبدبۂ اسکندری کا محتاج ہے۔

حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را

حقیقت تو یہ ہے کہ اقتدار کے بھوکے بادشاہ اور وزراء اپنی سیاسی اغراض کے لئے ان گلیم پوش بادشاہوں کے دامنوں سے وابستہ رہنا ضروری سمجھتے تھے اور ان کی ہمہ گیر مقبولیت سے اپنے سیاسی مقاصد پورے کیا کرتے تھے۔ ان بزرگوں کے سوانح کے مطالعہ کے ساتھ اس زمانہ کے سیاسی اتار چڑھاؤ پر نظر ڈال لیجئے تصدیق کے لئے بہت سی مثالیں مل جائیں گی۔

مضمون کسی قدر طویل ہوگیا ہے مگر یہ حقیقت نکھر کر سامنے آگئی ہے کہ اسلام اپنی مقبولیت، اپنی کشش اور اپنی دلچسپی میں کسی وقت بھی شان و شوکت اور قوت و اقتدار کا محتاج نہیں تھا اور نہ آج محتاج ہے تمام مثالوں کو چھوڑ کر خود سرور کائنات جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال لے لیجئے۔ جس وقت آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ضلالت وگمراہی کی گھٹا ٹوپ اندھیروں میں شمع توحید روشن کی تو کیا آپ کسی ملک کے فرمانروا تھے؟ کیا کوئی مادی اقتدار آپ کے زیر نگین تھا؟ معاذ اللہ کچھ بھی نہیں تھا۔ ارض بطحا کے اس دریتیم کے پاس جو کچھ تھا وہ عزم واخلاص تھا، عزم محکم تھا، اعتماد علی اللہ تھا اور یہی سرمایہ اور سر و سامان اگر آپ بھی اپنے دامن ایمان میں سمیٹ لیں تو اسلام کے مستقبل کے ساتھ مسلمانوں کا مستقبل بھی روشن ہوجائے گا۔

ترجمان اسلام میں

اشتہارات

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(ادارہ)

رپورٹنگ: زاہد بلند شہری

مدیر معاون

ہم اسلام کی خاطر زندہ ہیں اور اسلام کی خاطر ہی مریں گے، مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

علاقائی صورتحال پر گفت وشنید کے معاملہ میں رائے عامہ کو اعتماد میں لیا جائے، مولانا زاہد الراشدی

۲۲ اپریل بروز بدھ بوقت شام پانچ بجے بمقام جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ نظام العلماء پاکستان ضلع لاہور کی جانب سے حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا گیا اس کی کارروائی قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

تلاوت کلام پاک اور رسمی کارروائی کے بعد نظام العلماء پاکستان کے سابق ناظم اطلاعات و نشریات جناب مولانا زاہد الراشدی نے تقریر کرتے ہوئے کہا "مجھے اس تقریب میں خطاب کا جو موقع فراہم کیا ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی شخصیت بلاشبہ ایک عظیم شخصیت تھی اور آپ نے مسلمانان پاکستان کو ہر ہر موقعہ پر ایک مرکز پر جس طرح اکٹھا کیا، یہ انہی کا حصہ تھا۔ افسوس! آج وہ ہم میں نہیں ہیں۔ فی الحقیقت یہ سانحہ عظیم ہے، مگر خدا کو کچھ ایسا ہی منظور تھا۔ جہاں تک جماعت کا تعلق ہے اُس نے بہرحال چلنا ہے۔ وقتی طور پر نظام العلماء پاکستان کے جنرل سیکرٹری کے عہدے کے سلسلے میں تعطل بھی آیا، لیکن الحمدللہ یہ معاملہ بھی بخوبی طے پا گیا اور حضرت الامیر مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ نے حضرت مولانا عبید اللہ انور کو اس عہدے کے لئے نامزد فرمایا۔ گو کہ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ اپنی خرابی صحت اور گوناگوں مصروفیات کے باعث وقت نہیں دے سکتے، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مفتی محمود صاحبؒ کے بعد جماعتی کارکنوں کو جس پر اعتماد ہو اور جس کی شخصیت پر اکٹھا کیا جاسکے، وہ حضرت مولانا عبید اللہ انور سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ اس سلسلے میں ایک پروگرام کے تحت آپ کی قیادت میں ایک گروپ جماعتی کام کرے گا۔

یہ بات اپنی جگہ بجا ہے کہ ہم خلفشار کے دور سے گزرے ہیں، لیکن یہ خلفشار جماعتوں کی زندگی کی علامت ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ خلفشار کی وجہ سے کام میں جو رکاوٹ پیدا ہوئی ہے اللہ اسے دور کرے اور حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کو صحت عطا فرمائے۔

چلتے چلتے حکومت وقت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ملک وقوم کے مستقبل کے فیصلے کی ذمہ داری تنہا قبول نہ کریں۔ یہ بات آپ کے مفاد میں ہے نہ ملک وقوم کے۔ بین الاقوامی سطح پر ملک کی حیثیت اور ملک میں جمود کو دیکھتے ہوئے ہم سمجھتے ہیں کہ جو گفت وشنید مغربی ممالک اور امریکہ کے ساتھ ہو رہی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس خطہ کی جس میں ہندوستان، بنگلہ دیش اور سری لنکا بھی شامل ہیں قسمت کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ آٹھ کروڑ پاکستانیوں کو ملک کے مستقبل سے دلچسپی ہے۔ عوام کو ملک کے مستقبل کے فیصلے میں شریک کیا جائے۔ امریکہ پاکستان باہم معاہدے اور وزراء خارجہ کے دوروں کے بارے میں رائے عامہ کو اعتماد میں لیا جائے۔ رسائل و اخبارات پر سے سنسرشپ ختم کی جائے۔

تاکہ عوام کو اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کا موقعہ مل سکے۔"

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ، ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان نے استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ میرے لئے خوشی کا مقام ہے کہ اکابر نے جماعتی ذمہ داریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھ پر اعتماد کا اظہار فرمایا۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس بارِ گراں سے پوری طرح عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس دنیا میں ہر شخص جانے کے لئے آیا ہے۔ وقتی طور پر اپنی اپنی بولیاں بولتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں۔ دراصل دنیا میں معینہ عرصہ تک رہنے کا موقعہ اللہ نے دیا

ہے کہ ہم اس عرصہ میں اپنی بہتری کے لئے کچھ کرلیں۔ ہماری شروع سے کوشش ہے اور رہے گی کہ جو کچھ کریں مذہب و ملت کے لئے کریں۔ اس دنیا میں ازل سے دو جماعتیں رہی ہیں، اشرار اور اولیاء اور یہ ہمیشہ رہیں گی۔ خوش قسمت ہیں جو اولیاء کے ساتھ ہیں، اکابر کے علمبردار ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت نوح علیہ السلام کی سویں پشت سے ہیں۔ حضرت نوح سے عدنان تک دس پشتیں ہیں۔ عدنان تک سلسلہ صحیح ہے۔ عدنان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اکتالیسویں پشت ہے۔ یوں یہ سلسلہ چلا۔ دنیا کی تاریخ تین یا چار ہزار سال سے زیادہ نہیں۔ اس دوران انبیاء یکے بعد دیگرے آتے رہے۔ حضرت داؤدؑ حضرت سلیمانؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت یحییٰؑ وغیرہ پیغمبر بھی تھے اور ساتھ ساتھ دنیا کی سیاست بھی چلاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں، قرآن آخری کتاب ہے اس کے بعد کوئی ہدایت کی کتاب نہیں آ سکتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت ہے اور پھر علماء کرام ہیں جو حق کی علمبرداری کرتے ہیں۔ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پیغام کو پھیلانے اور دین کی روشنی ہر انسان تک پہنچانے کی ذمہ داری علماء کی ہے ہم سب اسلام کے نام لیوا ہیں۔ عرب کے بعد جہاں اسلام کو فروغ ہوا وہ خطہ برصغیر ہے یہاں مذہب و دین کی علماء نے جس طرح خدمت کی وہ محتاج بیان نہیں۔ دیوبند سے رنگون اور ادھر بلاد عرب سے کراچی تک علم کا نور پھیلایا۔ جس طرح زمین پر مٹی اور پتھر کے پہاڑ ہوتے ہیں، اسی طرح علماء اسلام کے پہاڑ ہیں۔ جب تک دنیا قائم ہے، یہ پہاڑ قائم رہیں گے۔ علماء کی خدمات علم کے ساتھ ساتھ ملک کی آزادی کے سلسلے میں بھی نمایاں ہیں، قربانیاں سب سے زیادہ ہیں۔ اس خطہ پاکستان کی آزادی میں بھی علماء کی قربانیاں شامل ہیں۔ یہ وہ خطہ ہے جو اسلام کے شرعی نظام کی تنفیذ کے لئے حاصل کیا گیا تھا، اور آج ۳۴ سال ہو گئے ہیں۔ ہم اسی عزم کی خاطر زندہ ہیں اور اسی کے لئے مریں گے، اور اگر اس سلسلے میں ہم سے اللہ نے کوئی کام لیا تو ہم اپنے لئے اعزاز سمجھیں گے۔

بہرحال ہمارا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ اکابر کی جماعت میں اپنی زندگی میں اختلاف نہ پیدا ہونے دیں۔

میری مصروفیات کا نیا نظام الاوقات

احباب توجہ فرمائیں

حضرت الامیر مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم کے حکم پر راقم الحروف نے ہفت روزہ "ترجمان اسلام" لاہور کی ادارت کی ذمہ داری سنبھال لی ہے اور اس سلسلہ میں جمعۃ المبارک اور ہفتہ کے دن کے سوا ہفتہ کے باقی ایام میں انشاء اللہ تعالیٰ روزانہ مرکزی دفتر میں حاضری دیا کروں گا۔ موسم گرما میں حاضری کے اوقات صبح دس بجے تا ۴ بجے سہ پہر ہوں گے۔

نیز ان ذمہ داریوں اور مصروفیات کے باعث بیرونی اسفار وغیرہ کا سلسلہ یکسر ترک کر دینا ضروری ہو گیا ہے۔ اس لئے احباب جلسوں وغیرہ میں حاضری سے معذور سمجھیں اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرکزی دفتر اور ترجمان اسلام کے سلسلہ میں ذمہ داریوں کو احسن طریق کے ساتھ سرانجام دینے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

(ابو عمار زاہد الراشدی)

متلاشیان حق کے لئے
ایک یادگار تحفہ
تالیف
مولانا محمد یعقوب مظاہری
• نیا طرز تحریر
• نیا اسلوب بیان
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا
بریلوی اور دیوبندی اختلاف پر ایک لاجواب کتاب
درجنوں کتابوں کا نچوڑ
صدائے حق
قرآن اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خود ساختہ بریلوی عقائد کا تجزیہ۔ فتوؤں کی بے موسمی بارش امام کعبہ اور پاسبان حرم پر فتوائے کفر، قائد اعظم، سرسید، ڈاکٹر اقبال، مولانا حالی اور بہت سے مشاہیر کو کافر بنانے کی ناکام کوشش اور ورطۂ حیرت میں ڈال دینے والے بعض سنسنی خیز انکشافات۔
ع اپنے دامن پر نظر کر اپنا بھی کردار دیکھ
مشائخ بریلوی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا کردار، مولانا اشرف علی تھانویؒ اور دیگر علماء حق کی ایک صدی پر مشتمل ناقابل فراموش خدمات۔ سینکڑوں یاد رہ جانے والے قیمتی اشعار
بہترین طباعت، صفحات ۲۰۰
قیمت صرف -/۱۵ روپے!
آج ہی طلب فرمائیں۔
تاجروں کے لئے خاص رعایت
شائع کردہ مکتبہ محمدیہ
بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان

یاد رفتگاں ===== محمد طیب کشمیری

مجاہد کشمیر و یکے از بانیان حکومت آزاد کشمیر

حضرت مولانا مفتی عبدالحمید قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش

حضرت مولانا مفتی عبدالحمید قاسمی ۱۸ مئی ۱۹۱۹ء بمقام کھلی درمن ڈاکخانہ شہر پونچھ (مقبوضہ کشمیر) کے ایک اچھے متمول زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم:

ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی پھر دینی تعلیم مختلف مدارس عربیہ میں حاصل کی۔ فقہ، منطق، فلسفہ اور دوسرے علوم کی اکثر کتابیں مدرسہ سراج العلوم سرگودھا میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سرگودھوی سے پڑھیں۔

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ

پھر ایشیا کی سب سے بڑی دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند میں ۱۹۴۱ء میں داخلہ لیا۔ پہلے سال قاضی مبارک، حماسہ، شرح چغمینی وغیرہ پڑھیں اور دوسرے سال یعنی ۱۹۴۲ء میں دورہ حدیث شریف شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ، مولانا ابراہیم بلیاوی اور شیخ الادب مولانا محمد اعزاز علی صاحب رحمہم اللہ سے پڑھا۔

جمعیۃ کا اجلاس لاہور

اسی دورہ حدیث شریف کے سال جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا تو حضرت مولانا مفتی عبدالحمید قاسمی دارالعلوم دیوبند سے چار سو طلباء کی قیادت کرتے ہوئے اس اہم اور تاریخی اجلاس میں شریک ہوئے۔

تنظیم انوار الاسلام

دارالعلوم دیوبند کے دو سالہ دور میں حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری کی طرف منسوب جماعت "انوار الاسلام" کی تنظیم نو کی اور اس کے تحت تاریخی اجتماعات کا اہتمام کیا جن میں حضرت مدنی رح، علامہ شبیر احمد عثمانی رح اور امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی رح شرکت فرماتے رہے۔

مذہبی خدمات

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد حضرت مولانا مفتی عبدالحمید قاسمی نے مدرسہ عربیہ اشاعت القرآن ڈنگہ ضلع گجرات میں کچھ عرصہ تدریس اور پنجاب بھر میں تبلیغی خدمات انجام دیں۔

مراجعت:

پھر ۱۹۴۵ء کو اپنے وطن مالوف کشمیر لوٹ کر شرک و بدعت اور رسومات قبیحہ کے خلاف ملک بھر میں ایک زبردست تبلیغی تحریک چلائی۔ کوئی شہر اور اہم قصبہ باقی نہ رہا جس میں بارہا پُر اثر وعظ نہ فرمائے ہوں۔ پونچھ شہر اس تبلیغی تحریک کا مرکز تھا۔

جمعیۃ کی تنظیم نو

اسی دوران حضرت مفتی صاحب نے "جمعیۃ علماء پونچھ" کے نام سے علماء پونچھ کی جو تنظیم قائم ہو چکی تھی اس کو از سر نو منظم کرنے اور علماء کشمیر کو ایک پلیٹ فارم پر لانے اور جمع کرنے کے لئے علماء کا ایک اہم اجلاس طلب کیا جس میں "جمعیۃ علماء پونچھ" کے بجائے جماعت کا نام "جمعیۃ علماء جموں کشمیر رکھا گیا۔ نیز اسی اجلاس میں متفقہ طور پر حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب سابق صوبائی مفتی آزاد کشمیر کو جمعیت کا صدر اور حضرت مفتی عبدالحمید قاسمی کو ناظم عمومی منتخب کیا گیا۔

تحریک پاکستان

جوں ہی برصغیر کے مسلمانوں نے قرار داد پاکستان منظور کی حضرت مولانا مفتی عبدالحمید قاسمی نے ریاست بھر کے دینی اجتماعات میں پُر زور مطالبہ شروع کر دیا کہ مہاراجہ ہری سنگھ ریاست کشمیر کا الحاق پاکستان کے ساتھ کرے۔

تاریخی اجلاس

چنانچہ ۱۵ اگست ۴۷ء جب دن پاکستان قائم ہوا۔ حضرت مفتی عبدالحمید قاسمی کی سرپرستی اور قیادت میں پونچھ شہر میں ایک عظیم اور تاریخی اجلاس عیدگاہ میں منعقد ہوا۔ (آجکل یہ عیدگاہ ہوائی اڈے میں تبدیل کر دی گئی ہے) اس عظیم اجلاس میں مسلمانان کشمیر کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت مفتی عبدالحمید قاسمی نے ریاست کشمیر کے الحاق پاکستان پر زوردار تقریر کی پھر ایک تاریخی جلوس حضرت مفتی صاحب کی قیادت میں عیدگاہ سے پریڈ گراؤنڈ پہنچا، جہاں پہلے ہی ڈوگرہ فوج اور پولیس نے زبردست انتظامات کئے ہوئے تھے۔ شہر کی جیل کے سامنے پریڈ میدان میں حضرت مفتی عبدالحمید قاسمی نے پاکستانی پرچم لہرایا۔ پھر ڈوگرہ سامراج اور اس کے ظلم و تشدد کے خلاف ولولہ انگیز تقریر کی۔

وارنٹ گرفتاری

ادھر ڈوگرہ حکومت حرکت میں آگئی اور حضرت مفتی عبدالحمید قاسمی کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔ حضرت مفتی صاحب جماعتی فیصلہ کے تحت بھیس بدل کر پہلے اسلام آباد کشمیر پہنچے اور پھر سرینگر کچھ ایام گزار کر پاکستان پہنچ گئے۔

آزاد حکومت کا قیام

اس موقعہ پر آزاد کشمیر حکومت قائم ہوگئی جس کے سربراہ سر[دار] محمد ابراہیم خان ہوئے (یاد رہے کہ سردار ابراہیم بھی بھیس بدل کر پاکستانی علاقہ میں پہنچے تھے)۔

قرارداد مقاصد

حضرت مفتی عبدالحمید قاسمی نے "قرارداد مقاصد" کے طور پر ایک استفساریہ لکھ کر صدر آزاد کشمیر اور وزراء کے بیانات تحریری طور پر حاصل کئے جن میں واضح طور پر اس بات کا اقرار کیا گیا کہ آزاد کشمیر ایک جمہوری ملک ہوگا جس میں تمام قوانین کتاب و سنت کے مطابق بنائے جائیں گے۔ اسی قسم کی ایک تحریر مفتی صاحب نے چوہدری غلام عباس سے بھی حاصل کی ان سب حضرات کے بیانات جو مفتی صاحب نے حاصل کئے افادہ عام کے لئے ہدیہ قارئین ہیں۔

"تراڑکھل ۲۸ فروری ۱۹۴۹ء

جمعیت علماء اسلام آزاد کشمیر کے شعبہ نشر و اشاعت کے ناظم مولوی عبدالحمید قاسمی کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حکومت آزاد کشمیر کے صدر سردار محمد ابراہیم خان، چوہدری غلام عباس صدر آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس اور دوسرے وزرائے حکومت آزاد کشمیر نے مندرجہ ذیل تحریری بیانات جاری کئے ہیں۔

سردار محمد ابراہیم خان
کا بیان

آزاد کشمیر گورنمنٹ کا دستور اساسی اسلامی قوانین پر رکھا جائے گا اور ریاست جموں و کشمیر میں خالص اسلامی طرز کی جمہوری حکومت قائم کی جائے گی۔ میرے خیال میں شرعی نظام سے ہی دنیائے اسلام مطمئن ہو سکتی ہے اور اقلیت کے حقوق محفوظ رہ سکتے ہیں۔ ریاست جموں و کشمیر کے علماء کی نمائندہ جماعت "جمعیت علماء اسلام" کے قیام سے مجھے خوشی اور مسرت ہوئی ہے۔ ریاست کشمیر کی جنگ میں علماء کی قربانیاں قابل قدر ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ جمعیت مسلمانان ریاست کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

چوہدری غلام عباس خان

اس معاملے میں دو رائیں ہو ہی نہیں سکتیں آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس نے ۱۹۴۴ء میں میری صدارت میں جو ریزولیشن متفقہ طور پر منظور کیا تھا وہ اسلامی حکومت کا طالب ہے اور موجودہ زمانے میں یہی راستہ مسلمانوں کے لئے مفید اور ان کی تمام مصیبتوں کا علاج ہے۔

میر واعظ مولانا محمد یوسف
وزیر تعلیم و سید نذیر حسین
وزیر خزانہ

تمام دنیا کی فلاح اور ترقی اسلامی اصول پر عمل کرنے میں مضمر ہے اور اسلامی اصول ہی ایسے عالمگیر قوانین ہیں جو خدا کی مخلوق کے لئے مساوی طور پر مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ آزاد کشمیر حکومت کا دستور اساسی بھی اسلامی قانون انصاف کے مطابق بنایا جائے گا۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلامی دنیا صرف اسلامی آئین کے نفاذ سے ہی مطمئن ہو سکتی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ علماء کی یہ نمائندہ جماعت "جمعیت علماء اسلام آزاد کشمیر" ملک کی بہترین خدمات انجام دے گی۔

جہاد کشمیر

آزاد ہند کے سابق میجر جنرل راجہ محمد زمان کیانی کی قیادت میں مجاہدین کشمیر نے بے سروسامانی کی حالت میں ڈوگرہ فوج کے خلاف جو جہاد شروع کیا

حضرت مفتی عبدالحمید قاسمی بھی ان مجاہدین کے ساتھ دڑہ پیر تولی، سیڑھیاں، تری نوٹ، ڈتہ، درا لوالی نکالی اور پونچھ محاذ پر مصروف جہاد رہے۔ منڈی شہر پر قبضہ کے بعد انتظامی کمیٹیاں قائم کی گئیں جو مجاہدین کی امداد اور علاقہ کے امن وسلامتی کی ذمہ دار تھیں۔ جنگ بندی تک حضرت مفتی صاحب جہاد آزادی میں مجاہدین کے ساتھ ڈوگروں کے خلاف برسرپیکار رہے۔

ڈوگرہ مظالم

اسی دوران حضرت مفتی صاحب کی عمر رسیدہ خالہ اور اس کے بچے کو ڈوگرہ فوج نے شہید کرکے ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور مفتی صاحب کے رفقاء میں سے مولانا جلال الدین کو کوٹیری نارغ، مولانا محمد کریم آف پلندری کو پونچھ شہر اور مولانا لال دین بھٹی کو سرمن میں شہید کردیا۔

محکمہ افتاء کا قیام

جنگ بندی کے بعد جمعیۃ علماء آزاد جموں وکشمیر نے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششیں تیز کردیں۔ اس کے نقطۂ آغاز کے طور پر محکمہ افتاء کے قیام کی ضرورت کو محسوس کیا گیا۔ چنانچہ حضرت مولانا مفتی عبدالحمید قاسمی، حضرت مولانا محمد یوسف خان مہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری، استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی امیر عالم خان صاحب باغ خطیب آزاد کشمیر حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب تھوراڑوی اور ان کے دوسرے رفقاء نے "جونجال ہل" کے مقام پر حکومت آزاد کشمیر کی پوری کیبنٹ سے جس کی صدارت سردار محمد ابراہیم خان کر رہے تھے چار گھنٹے تک بحث کی اور افتاء کی ضرورت پر زور دیا۔ بالآخر مذاکرات کامیاب ہوئے اور محکمہ افتاء کے قیام کا فیصلہ کیا گیا جس کے نتیجہ میں جن جید علماء کو افتاء کی ذمہ داریاں سونپی گئیں ان میں حضرت مفتی عبدالحمید کو بھی ڈسٹرکٹ مفتی کے عہدے پر تعینات کیا گیا۔

تبلیغی دورے

اس عرصہ میں مقدمات کا تصفیہ، درس وتدریس اور تبلیغ کے سلسلہ میں پورے آزاد کشمیر میں حضرت مفتی صاحب نے دورے کئے۔ شرک وبدعت اور غلط رسومات کی بیخ کنی کے لئے ایک جاندار تحریک چلائی جس کے نتیجہ میں اکثر لوگوں کے عقائد صحیح ہوگئے۔

افتاء سے استعفیٰ

کچھ عرصہ کے بعد بعض مجبوریوں کے پیش نظر حضرت مفتی صاحب نے محکمہ افتاء سے استعفیٰ دے دیا۔ ہرچند کہ حکومت نے انہیں اس عہدے پر باقی رہنے کی کوشش کی مگر مفتی صاحب نے استعفیٰ واپس نہیں لیا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی میں کپڑے کی تجارت شروع کی۔

جامع مسجد کی بنیاد

اس دوران اپنے اسی شہر ہجیرہ میں ایک عظیم مسجد کی بنیاد ڈالی جو آج قابل دید ہے۔

عباس پور شہر کی بنیاد

ضلع پونچھ کے علاقہ ٹاٹ میں ڈوگرہ حکمران کی ذاتی زمین تھی۔ کاغذات میں اس کا نام "بانڈی گوپال پور" تھا۔ تقسیم سے قبل حضرت مفتی صاحب نے اس زمین کے مالک ڈوگراں حکمران سے ایک اسکول کے لئے دو کنال اراضی دینے کی کوشش کی مگر ڈوگرہ حکمران نے مسلمانوں کے اسکول کے لئے دو کنال اراضی دینے سے انکار کردیا تھا، اس لئے ۱۹ دسمبر ۱۹۴۹ء کو حضرت مفتی صاحب نے مہاراجہ کی ان زمینوں میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا جس میں صدر آزاد کشمیر، وزراء اور دیگر عمائدین بھی شامل تھے۔ جلسے کی صدارت کے لئے مفتی صاحب نے چوہدری غلام عباس کا نام پیش کیا۔ اس اجلاس میں مفتی صاحب نے بانڈی گوپال پور نام کے کھیتوں کا نام "عباس پور" رکھ دیا۔ تالیوں اور نعروں کی گونج میں عوام نے اس کی تائید کی اور پھر سرکاری طور پر بھی منظوری حاصل کی گئی آج یہاں ایک بڑا اور خوبصورت شہر آباد ہے۔

جامع مسجد عباس پور

اسی شہر عباس پور میں ایک نہایت خوبصورت مسجد بھی حضرت مفتی عبدالحمید قاسمی حضرت مولانا مفتی عبدالمتین مدظلہ اور مولانا عبدالرحمن صاحب سابق صوبائی مفتی کے باہمی اشتراک وتعاون اور مساعی جمیلہ سے تکمیل پذیر ہوئی جو دیدہ زیب ہے۔

محکمہ افتاء کا خاتمہ اور علماء کی مساعی سے دوبارہ بحالی

سردار ابراہیم خان کے دور حکومت میں بعض نامعلوم وجوہ کی بناء پر اس محکمہ کے ختم کرنے کا اعلان کیا گیا۔ اس کی دوبارہ بحالی کے لئے دیگر علماء دیوبند کے ساتھ حضرت مفتی صاحب بھی پیش پیش تھے۔ علماء دیوبند کی مساعی کی وجہ سے حکومت کو پھر اس ادارہ کو بحال کرنا پڑا اور لادین اور ملحد طبقہ منہ دیکھتا ہی رہ گیا۔

عائلی قوانین کے نفاذ
پر علماء کا ردِ عمل

مسٹر کے ۔ ایچ خورشید کے دورِ حکومت میں خاندانی منصوبہ بندی اور ایوبی دور کے عائلی قوانین کے نفاذ کا اعلان کر دیا گیا، اس پر جمعیۃ علماء آزاد جموں وکشمیر نے سخت مخالفت کی، ان دنوں مسٹر کے ایچ خورشید ضلع پونچھ کے دورے پر تھے، ان علماء دیوبند نے پورے پروگرام اور منصوبے کے ساتھ یہ کام کیا کہ مسٹر خورشید جہاں جاتے علماء ان کے سامنے ان لعنتی اور غیر اسلامی قوانین کے کالعدم کرنے کا مطالبہ کرتے اور بڑے بڑے جلسوں سے خورشید کی موجودگی میں اپنے موقف کی حمایت حاصل کرتے، چنانچہ پلندری، راولاکوٹ، بھیرہ، باغ اور دیگر شہروں میں بھی علماء دیوبند نے صدرِ حکومت کے سامنے اپنے موقف پیش کیا اور ان قوانین کی سختی سے مخالفت کی۔ اس پروگرام میں بھی حضرت مفتی عبد الحمید صاحب نے اپنے رفقاء کے ساتھ انتھک جدوجہد کی جس کی وجہ سے مجبور ہو کر مسٹر کے ۔ ایچ خورشید کو ان قوانین کو کالعدم کرنا پڑا اور علماء دیوبند کو ایک بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔

اسلامی ممالک
کا دورہ

حضرت مفتی عبد الحمید قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۷۱ء میں بذریعہ کار افغانستان، ایران، عراق، کویت اور سعودی عرب کا دورہ کیا اور پہلی مرتبہ حج کی سعادت بھی حاصل کی۔ حرمین شریفین اور دوسرے مقامات میں عربی، فارسی اور اردو زبان میں بڑے مؤثر وعظ فرمائے۔

لاہور سربراہی کانفرنس میں

حکومت پاکستان نے جب لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس منعقد کرنا چاہی تو حضرت مفتی عبد الحمید کی بھی تین ماہ کے لئے خدمات حاصل کی گئیں۔ اس موقعہ پر جو تاریخی جمعہ بادشاہی مسجد لاہور میں پڑھا گیا جس میں تمام اسلامی ممالک کے سربراہ اور عمائد شریک تھے۔ اس تاریخی اجتماع میں حضرت مفتی صاحب نے بھی چند منٹ تقریر کی۔ حضرت مفتی صاحب نے عرب رہنماؤں کے ساتھ بحیثیت ترجمان کے بھی احسن خدمات انجام دیں۔

پاکستان میں رہائش

کوئی آٹھ سال کا عرصہ ہوا کہ حضرت مفتی صاحب آزاد کشمیر سے فیصل آباد منتقل ہو گئے، وہیں ایک مکان خرید کر رہائش اختیار کر لی اور وہیں گول کریانہ کارخانہ بازار کے مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض کے ساتھ درس وتدریس اور تبلیغ اسلام کا ایک وسیع سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔

سفرِ ہند

۲۱ - ۲۲ - ۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء کو دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات میں حضرت مفتی صاحب بھی مدعو تھے۔ آپ بھی اپنے دوسرے رفقاء کی طرح ان تقریبات میں شریک ہوئے۔ قیام دیوبند کے دوران دارالعلوم کی مسجد میں بعد نماز فجر آپ ہی کا درس ہوتا تھا۔

جمعیۃ علماء جموں و
کشمیر کا قیام

اسی قیام دارالعلوم کے دوران مقبوضہ کشمیر کے علماء کا ایک اجلاس مفتی صاحب ہی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں "جمعیۃ علماء جموں وکشمیر" کے نام سے مقبوضہ کشمیر کے علماء کی واحد نمائندہ جماعت کی بنیاد ڈالی جس کے صدر مولانا عبد الغنی ازہری اور جنرل سیکرٹری مولانا غلام قادر منتخب ہوئے۔

مزارات پر حاضری

اسی سفرِ ہند کے دوران حضرت مفتی صاحب مظفر نگر، نانوتہ، گنگوہ، تھانہ بھون، میرٹھ، پھلت شریف اور دہلی بھی گئے جہاں بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضری دی۔ اسی دوران شاہی مسجد کے امام جناب عبد اللہ بخاری سے بھی ملاقات ہوئی اور ان کے ساتھ کھانا بھی تناول فرمایا۔

آزاد کشمیر کا
آخری سفر

گذشتہ سال ۱۳ جون کو دھیر کوٹ کے قریب ٹھٹھارکوٹ کی ایک مسجد میں خطبہ جمعہ کے دوران غنڈوں کی ایک جماعت نے مسجد کی بے حرمتی کرتے ہوئے جوتوں سمیت مسجد میں داخل ہو کر مولانا امیر الزمان خان پر حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا۔ حملہ آوروں کا تعلق آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس، آزاد کشمیر پیپلز پارٹی اور لبریشن لیگ سے تھا۔ ان حملہ آوروں نے قرآن پاک کو جو مولانا کے ہاتھ میں تھا چھین کر جوتے مارے، مسجد کی توہین کی، قرآن پاک کی خوب خوب بے حرمتی کی، لیکن ان مذکورہ جماعتوں نے اس واقعہ میں ملوث حملہ آوروں کی مذمت کرنے کے بجائے علماء کے مقابلہ میں سہ جماعتی اتحاد قائم کیا پھر ان تینوں جماعتوں کے لیڈروں نے خاص کر سردار عبد القیوم خان نے باغ کے ایک جلسہ عام میں علماء کی جو توہین و تحقیر کی

اور جو بازاری زبان استعمال کی اس سے ان کے مکروہ عزائم معلوم کئے جا سکتے ہیں۔ اس حملہ میں مولانا امیر الزمان شدید زخمی ہو گئے ان کے سر، ناک، کان اور دونوں آنکھوں پر زبردست چوٹیں آئیں جس کی وجہ سے مولانا کی دونوں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔

اس دردناک اور المناک واقعہ اور حادثہ کی خبر جب حضرت مفتی عبدالحمید قاسمی نے سُنی تو اسی وقت عازم کشمیر ہوئے۔ انہوں نے باغ، ہاڑی گہل، بیس بگلہ، جگلڑی اور دیگر مقامات پر جلسوں سے خطاب کیا مجرموں، حملہ آوروں مسجد اور قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے والوں کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ، دورے کے آخر پر مفتی صاحب مظفر آباد تشریف لے گئے جہاں انہوں نے سب سے پہلے اپنے دیرینہ رفیق مولانا امیر الزمان خان کی C.M.H میں جا کر عیادت کی۔ پھر چیف سیکریٹری سے اسی سلسلہ میں ملاقات کی۔ اس کے علاوہ دیگر دوست واحباب سے بھی ملے مظفر آباد میں دو دن قیام کرنے کے بعد حضرت مفتی صاحب واپس فیصل آباد تشریف لائے اور پھر واپس کشمیر نہ جا سکے، گویا یہ ان کا آخری سفر تھا کہ اس سفر میں اپنے ساتھیوں سے بھی ملے، تقاریر کے ذریعہ تبلیغ کا بھی حق ادا کر دیا اور حکومت کے بھی خوب کان کھینچے۔ اور ۲۲ر دسمبر کو مفتی صاحب نے اپنی جان جانِ آفریں کے حوالے کر دی۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔

اولاد

حضرت مفتی صاحب کی دو لڑکیاں اور تین لڑکے ہیں۔ دونوں لڑکیاں شادی شدہ ہیں۔ اس وقت بڑا لڑکا خواجہ عزیز الرحمٰن اور سب سے چھوٹا لڑکا خواجہ سلیم محمود گھر پر ہیں جبکہ خواجہ نسیم محمود جدہ میں ملازم ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان تمام بہن بھائیوں اور ان کی والدہ محترمہ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

مفتی صاحب کی وفات پر حضرت مولانا محمد یوسف کے تاثرات

حضرت مولانا مفتی عبدالحمید قاسمی کی وفات حسرت آیات پر پورے آزاد کشمیر میں تعزیتی اجلاس ہوئے۔ قرآن خوانی ہوئی اور علماء نے اپنے اپنے انداز میں رنج وغم کا اظہار بھی کیا اور حضرت مفتی صاحب کے لئے دعائے رحمت بھی کی گئیں۔ اس سلسلہ میں اختصار کے پیشِ نظر اس وقت ان کے ایک دیرینہ دوست اور رفیق اور راقم الحروف کے مشفق استاذ حضرت مولانا محمد یوسف خانصاحب مہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری کے تاثرات ہدیۂ ناظرین ہیں جو انہوں نے راقم الحروف کے نام ایک گرامی نامہ میں تحریر فرمائے ہیں؛

"مولانا عبدالحمید صاحب قاسمی کی وفات نے تو مجھے ہکا بکا کر دیا ہے، کیونکہ ۴۵ سال سے رفاقت تھی۔ اس طویل رفاقت میں کبھی شکایت کا موقعہ پیدا نہیں ہوا۔ الفت ومحبت کا پیکر، اخلاص وعمل کا مجسمہ، کردار وگفتار کا مجاہد، مسلک کا جاں نثار، شعلہ بار مقرر، مایہ ناز خطیب، فکر وشعور کا گنجینہ اسلاف کا عقیدت مند، رفیقوں کا ہمنوا عزیزوں کا سہارا، کہوں کیا؟ عبدالحمید کیا تھا۔ جب بھی اس کو پکارا حاضر پایا۔ جہاں بلایا موجود پایا اور جوہر کما کر دکھایا۔ اب دنیا سے چلا گیا، ہم سے روٹھ گیا۔ بتایا بھی نہیں کہ جہان رنگ وبو کو چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ الوداعی سلام تو کہہ دیتے

ہ

نہ جانے تھے اس جان جہاں سے یوں جدا ہوں گے
سنتے گو چلے آتے تھے کہ اک دن جانا جانی

اب ہماری محفلوں کو رونق کون بخشے گا۔ سالانہ جلسوں کی کامیابیوں کے لئے دلکش ادائیں کون دکھائے گا اور اب کون ہے جو سلطان جابر کے سامنے کلمۂ حق کہے

ما کان قیس هلکه هلک واحد
ولکنه بنیان قوم تهدما

(۸ر فروری ۸۱ء کا گرامی نامہ)

حضرت مولانا امیر الزمان خان کے تاثرات

امیر جمعیۃ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم پلندری کی طرح حضرت مولانا امیر الزمان خان نے بھی حضرت مفتی عبدالحمید صاحب قاسمی کی وفات پر جن تاثرات کا اظہار فرمایا وہ ہدیۂ قارئین ہیں:

"سمجھ میں نہیں آتا کہ اس حادثہ جانکاہ پر ہم اپنے کن تاثرات کا اظہار کریں۔ مولانا مفتی عبدالحمید قاسمی ایک عالم بے بدل اور مفتی بے نظیر تھے جو ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ قلم کو یارا نہیں کہ اس جانشینِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر ماتم سرا ہو۔ دل مغموم ہے روح بے چین ہے آنکھیں اشکبار ہیں اور جذبات کی کُل کائنات درہم برہم ہے مفتی صاحب کی وفات کشمیری عوام کا ایسا حادثہ ہے جس کے بعد مسلمانانِ کشمیر کے دل رنج وغم سے معمور ہو گئے۔ ان کی نظروں اور ان کے دل ودماغ پر ایک الم واندوہ کی گھٹا چھا گئی ہے۔

حضرت مفتی صاحب مرحوم کی ذات انسانوں کی دنیا وعقبیٰ کے لیے ایک

باقی صـ ۲۷ پر

موجودہ صورت حال کے بارے میں

نظام العلماء پاکستان کا موقف

حضرت مولانا عبید اللہ انور ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان نے ۱۸ اپریل ۸۱ء کو مدرسہ قاسم العلوم لاہور میں پریس کانفرنس سے درج ذیل خطاب فرمایا۔

مجھے نظام العلماء پاکستان کے امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ العالیٰ نے ہدایت کی ہے کہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قدس سرہ العزیز کی جگہ پارٹی کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے فرائض سرانجام دوں۔ میری صحت کی مجموعی کیفیت اور دینی مصروفیات اس امر کی اجازت نہیں دیتیں اور ویسے بھی حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ تعالےٰ کی ذمہ داریوں کو سنبھالنا اور ان کے خلاء کو پُر کرنا بے حد مشکل ہے، لیکن ان تمام مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود میں نے مجبوراً ان ذمہ داریوں کو قبول کرنے کا اس لئے فیصلہ کیا ہے کہ جماعت کے اکثر سینئر حضرات کی رائے میں موجودہ صورتحال میں موزوں اور مناسب راستہ یہی ہے۔

کچھ عرصہ سے جماعت کے اندر قیادت کے مسئلہ پر کھینچا تانی کا جو سلسلہ دکھائی دے رہا تھا وہ امیر مرکزیہ مولانا محمد عبداللہ درخواستی کے ساتھ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالیٰ آف کندیاں شریف اور عزیز محترم مولانا صاحبزادہ فضل الرحمٰن صاحب کی ملاقات کے بعد ختم ہو گیا ہے۔ تاہم اس ضمن میں اتنی بات ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ جماعت میں نوجوان اور متحرک عنصر کو قیادت کی صف اوّل میں لانے کا جو جذبہ اور رجحان سامنے آیا ہے وہ بلاشبہ قابل قدر ہے کیونکہ یہی عنصر جماعت کی اصل طاقت ہے اور نظام العلماء پاکستان کی ہائی کمان بھی یہی چاہتی ہے کہ نوجوان اور متحرک عنصر آگے آکر فعال کردار ادا کرے، لیکن اس کے ساتھ اسے تجربہ کی چھتری کا میسر ہونا بھی ضروری ہے تاکہ وہ جماعتی اور قومی معاملات میں اپنا کردار پورے اعتماد کے ساتھ ادا کر سکے۔ ملک کی مجموعی صورتحال اسوقت خاصی تشویشناک ہے۔ اسلامی قوانین کے نفاذ کا مسئلہ بدستور کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔ حکومت جزوی اقدامات کے ذریعہ اسلامی قوانین پر عملدرآمد کو مؤثر بنانے کی کوشش کر رہی ہے اور علماء کرام کا ایک طبقہ بھی اس کوشش میں شریک دکھائی دیتا ہے لیکن ہماری رائے میں ان جزوی اقدامات کا نتیجہ بھی پہلے سے مختلف نہیں ہوگا کیونکہ اصل مسئلہ جزوی اصلاحات کا نہیں مکمل انتظامی و عدالتی مشینری کو اسلام کے تقاضوں کے مطابق از سرِ نو تشکیل دینے کا ہے۔ جب اسلامی نظام کے نفاذ کی بات طے پا چکی ہے تو اس کے لئے انتظامیہ اور عدلیہ کی وہی مشینری ناگزیر ہے جس کا اسلام تقاضہ کرتا ہے۔

ملک میں امن عامہ کی صورت حال پر بھی "اطمینان بخش" کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا

——— یسی خوف اور ——— معاشرہ کی تباہی اور انارکی کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں۔

مہنگائی کا عفریت ——— جو ——— کی شکل میں عوام کے سروں پر مسلط ہے آمدنی اور اخراجات کے درمیان ——— تفاوت ——— اس لئے یہ ضروری ہے کہ تعیش و تصنع پر مبنی اخراجات ختم کر کے سادگی اور کفایت شعاری کو قومی معیشت کی بنیاد بنایا جائے، مختلف طبقوں کے درمیان معیارِ زندگی کے تفاوت کو کم کرنے کی پالیسی اپنائی جائے اور ملازمین کی تنخواہوں کے درمیان فرق کو مناسب اور گوارا حد تک ایک تناسب پر لایا جائے

کیونکہ اس کے بغیر نہ اسلام صحیح معنوں میں نافذ ہوگا اور نہ ہی کمیونزم کا راستہ روکا جاسکے گا۔

ملک میں جمہوری عمل کے تعطل اور ذرائع ابلاغ پر سنسر شپ نے بھی ملک اور قوم کو نقصان کے سوا کچھ نہیں دیا۔ سیاسی اداروں کا نقصان ملک و قوم کا نقصان ہے۔ محنت کش طبقہ اور چھوٹے ملازمین ظلم کی اس چکی میں سب سے زیادہ پس رہے ہیں۔ ہر حکومت تنخواہوں کے مسئلہ پر وعدہ وعید کرتی ہے اور پے پالیسی کو از سر نو مرتب کرنے کی باتیں ہوتی ہیں لیکن اصل مسئلہ کی طرف توجہ کی ابھی تک توفیق نہیں ہوئی۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اسلام ریاست کے ہر شہری کے بنیادی حقوق کا ضامن قرار دیتا ہے جن میں خوراک، لباس رہائش، تعلیم اور علاج سر فہرست ہیں اور اسلام معاشرہ کے تمام طبقوں کے درمیان معیار زندگی کی یکسانیت کا داعی ہے اور سربراہ مملکت کو بھی زندگی کی انہی سہولتوں کا حق دیتا ہے جو ایک عام شہری کو حاصل ہیں

اس لئے وقت کا اولین تقاضہ ہے کہ جمہوری عمل کو ——— آزاد کر دیا جائے اور سنسر شپ کا حکم بلا تاخیر واپس لے لیا جائے تاکہ جمہوری قوتیں ملک میں اپنا کردار صحیح طور پر ادا کرسکیں۔ سیاسی عناصر کا سیاسی محاذ پر سیاسی ذرائع سے سامنا کرنا ہی عقل و دانش کا تقاضہ ہے۔

اس وقت ملک میں کالعدم سیاسی جماعتوں کے درمیان اشتراک و اتحاد کا سلسلہ چل رہا ہے۔ اس بارے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جہاں تک جمہوری عمل کی بحالی، سنسر شپ کے خاتمہ اور نمائندہ حکومت کے قیام کے لئے انتخابات کے انعقاد کا تعلق ہے ہم ان مطالبات کی غیر مشروط حمایت کرتے ہیں؛ البتہ سیاسی اشتراک و اتحاد کے بارے میں سیاسی عمل کی بحالی کے بعد ہی کوئی بات حتمی طور پر کہی جاسکتی ہے۔

۷۔ اصولی طور پر ہم دائیں اور بائیں بازو کے حوالے سے سیاست کے قائل نہیں، بلکہ "صراط مستقیم" کے داعی ہیں اور دائیں اور بائیں بازو کی انتہا پسند جماعتوں کے ساتھ اشتراک عمل کو بھی پسند نہیں کرتے کیونکہ ہمارے خیال میں انتہا پسندانہ سیاست ملک اور قوم کے لئے انتہائی نقصان دہ ہوگی۔

طبی اقوال

۱۔ سورج کی طرف دیکھنے سے بینائی کمزور ہو جاتی ہے۔

۲۔ جسمانی محنت کی زیادتی کے فوراً بعد پانی پینا نقصان دہ ہوتا ہے۔

۳۔ اعتدالِ صحت کے لئے ہوا، پانی، اچھی غذا، روشنی اور ورزش نہایت ضروری ہے۔

۴۔ پینے کا پانی ہمیشہ تازہ رکھنا چاہیئے۔ پانی کے برتن صاف ہونے چاہئیں۔ اور موسمی امراض کے زمانے میں پانی کو صاف برتن میں جوش دیکر ٹھنڈا کر کے استعمال کرنا چاہیئے۔

۵۔ غذا کھانے کے بعد کلی کرنا ضروری ہے دانتوں کے صاف نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اقوالِ شیریں

۱۔ رات سونے سے پہلے اپنے دن بھر کے اعمال کا محاسبہ کیجیے۔

• علم ایک ایسا پودا ہے جسے دماغ کی سرزمین پر بونے سے عقل کے پھول کھلتے ہیں۔

(اسمٰعیل میرٹھی)

بقیہ: حضرت مفتی عبدالحمید قاسمیؒ

مشعل راہ تھی جو بجھ گئی، علم و عمل کا ایک آفتاب تھا جو غروب ہو گیا، دین و مذہب کا ایک مجسمہ پیغام تھا جو ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا، حق و معرفت کی ایک آواز تھی جواب کبھی نہ سنی جائے گی، بساط سیاست کا ایک رہنما تھا جو دنیا سے اٹھ گیا، اسلام کا ایک علمبردار تھا جو ہم میں نہیں رہا، کشمیر کی تاریخ کا ایک باب تھا جو ختم ہو گیا، قصر حریت کا معمار تھا جس نے تکمیل قصر میں حصہ لیا۔

مفتی صاحب کی زندگی ملک و ملت کے لئے ایک سرمایہ تھی انہوں نے پوری زندگی ایک سپہ سالار کی حیثیت سے گزاری۔ انہوں نے اپنی تمام عمر بے لوثی کے ساتھ ملک و ملت کی خدمت میں بسر کی۔ ان کا ایک ایک قدم اور ہر فعل تعلیماتِ اسلام کا آئینہ دار ہوتا تھا۔

تحریکِ آزادی کشمیر اور جمعیۃ کی رہنمائی میں جس جرأت و استقامت اور فہم و فراست کا ثبوت دیا اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ بہر حال حقیقت تو یہ ہے کہ مفتی صاحب کی وفات اور جدائی نے ہم خدام جمعیت کی کمر توڑ دی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے رحم و کرم اور چشم پوشی کا سلوک کریں اور انہیں اعلیٰ علیین میں اپنے جوار رحمت میں جگہ دیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ترجمانِ اسلام میں اشتہارات دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(ادارہ)

ایڈیٹر کے قلم سے

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدوں کا آنا ضروری ہے

چشمۂ حیات

سوانح — مولانا محمد بخش گورمانیؒ
تالیف — مولانا مفتی محمد عیسیٰ گورمانی
ناشر — دارالعلوم محمدیہ لیسٹرڈی
جنوبی تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان
صفحات — ۱۶۴
قیمت درج نہیں

حضرت مولانا محمد بخش گورمانی رحمۃ اللہ علیہ ضلع ڈیرہ غازی خان کے سرکردہ علماء میں شمار ہوتے تھے اور انہوں نے پرانے علماء اور اہل اللہ کی سی سادگی اور پختگی کے ساتھ علاقہ میں دین حق کی خدمت کو اپنی زندگی کا مشن بنائے رکھا۔ زیر نظر کتابچہ میں فاضل گرامی مولانا محمد عیسیٰ گورمانی مفتی مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے مرحوم کی زندگی کے حالات اور مختلف مسائل پر ان کی آراء و خیالات کا ایک قابلِ قدر ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔

سُنّی مذہب حق ہے

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ العالی مذہب اہل سنت والجماعت کے تحفظ کے محاذ پر انتہائی دل جمعی اور حوصلہ و استقامت کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ ان کے طریق کار کے بعض پہلوؤں سے اختلاف کے باوجود مجموعی طور پر ان کی جد و جہد لائق تحسین ہے۔ زیر نظر کتابچہ میں قاضی صاحب موصوف نے ایک شیعہ مصنف کے دس سوالات کا جواب دیتے ہوئے مذہب اہل السنت کی حقانیت کو دلائل کے ساتھ واضح کیا ہے۔ ۱۳۲ صفحات کا یہ کتابچہ تحریک خدام اہلسنت چکوال ضلع جہلم نے شائع کیا ہے اور اس کی قیمت چار روپے ہے۔

الطریقۃ السہلۃ

شیخ عبدالرشید سہسرامی عربک لیکچرار بہاولپور نے یہ رسالہ عربی زبان سیکھنے اور سکھانے کے لئے آسان کتابچہ کے طور پر تحریر فرمایا ہے۔

اس وقت اس کے دو حصوں پر مشتمل مجموعہ زیر نظر ہے۔ صفحات مجموعی طور پر ۱۱۲ ہیں۔ کتابت و طباعت گوارا ہے اور قیمت درج نہیں۔ شائق حضرات رشید منزل ۸۲/ بی، ماڈل ٹاؤن بہاولپور سے طلب کر سکتے ہیں۔

حکمت استخارہ

تالیف — علامہ فضل احمد عارف
ناشر — احسن اکیڈمی
۲۳۰/۱ جے نارتھ ناظم آباد
کراچی - ۳۳
صفحات — ۲۶۴ مجلد
کتابت و طباعت معیاری
قیمت درج نہیں۔

استخارہ کے ذریعہ اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ سے مشورہ کرنا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ہے اور تعلیم بھی۔ علامہ فضل احمد صاحب عارف نے زیر نظر کتاب میں استخارہ کی حکمت، فضائل اور مسنون طریق پر سیر حاصل بحث کی ہے اور کتاب کی اہمیت و افادیت اسی سے واضح ہے کہ حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم آف کندیاں شریف، مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور مولانا محمد تقی عثمانی جیسے اہل علم و فضل نے کتاب اور صاحب کتاب کی تحسین و توصیف فرمائی ہے۔

فضائل تسبیح فاطمہؓ

تالیف — علامہ فضل احمد عارف
ناشر — سعید کمپنی ادب منزل
پاکستان چوک کراچی
صفحات — ۱۴۲ مجلد
کتابت و طباعت معیاری
قیمت درج نہیں

زیر نظر کتابچہ میں علامہ فضل احمد عارف صاحب نے سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کے فضائل و برکات کا تحقیقی جائزہ لیا ہے جو تسبیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگر گوشہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بطور خاص تعلیم فرمائی تھی اور جسے تسبیح فاطمیؓ کہا جاتا ہے۔ مصنف نے تسبیح فاطمیؓ کے ساتھ تسبیح و ذکر کے فضائل، آداب اور تسبیح کے احکام کے بارے میں بھی معلومات کا قابل قدر ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ پیش لفظ فاضل مکرم حضرت مولانا محمد تقی عثمانی کے قلم سے ہے۔

رجم
کے بارے میں سرکردہ علماءِ کرام کی ایک مشترکہ تحریر

اسلام میں شادی شدہ زانی کی سزا "رجم" کہلاتی ہے۔ رجم و سنگساری اسلامی حدود میں سب سے اہم اور سب سے مقدم ہے۔ مشہور و متواتر المعنیٰ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے متعدد بار حدِ رجم جاری فرمائی۔ خلفاءِ راشدینؓ اور تمام صحابہؓ کا اس پر اجماع ہے۔ چودہ سو سال سے تمام علماءِ اسلام کا اس پر اتفاق چلا آرہا ہے۔ سُنّی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث ملّتِ اسلامیہ کے تمام مکاتبِ فکر اس مسئلہ پر متفق ہیں۔

فقہ و حدیث کی تمام اہم کتابوں میں حدِ رجم کو کتاب الحدود میں سرِفہرست مفصل و مدلل بیان کیا گیا ہے۔ خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدِ رجم کی اہمیت کے پیشِ نظر اس پر مستقل خطبہ دیا تھا، جس میں فرمایا تھا:

رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَہٗ فَاَخْشٰی اَنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ اَنْ یَّقُوْلَ قَائِلٌ مَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَیَضِلُّوْا بِتَرْکِ فَرِیْضَۃٍ اَنْزَلَہَا اللّٰہُ

(بخاری جلد دوم ص۱۰۰۹، مسلم جلد دوم ص٦٥ کتاب الحدود)

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے رجم کیا اور آپ کے بعد ہم نے رجم کیا۔ اب مجھے خطرہ ہے کہ زمانہ گذرنے پر کوئی کہنے والا یوں نہ کہنے لگے کہ ہم رجم کا حکم کتاب اللہ میں نہیں پاتے تو وہ ایک دینی فریضہ ترک کرنے سے گمراہ ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔"

اسلامی قانون کی مشہور و معروف کتاب ہدایہ جلد دوم کتاب الحدود ص۴۸۹ پر ہے:

انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رجم ماعزاً .... وعلیہ اجماع الصحابۃ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعزؓ کو رجم کیا ..... اور اس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع و اتفاق ہے۔

محقق ابن الہمامؒ فتح القدیر شرح ہدایہ جلد پنجم کتاب الحدود ص۱۳ میں حد رجم پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

ثبوت الرجم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متواتر المعنیٰ لشجاعۃ علیؓ وجود حاتم

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم سے رجم کا ثبوت متواتر المعنیٰ احادیث سے ثابت ہے۔ حضرت علیؓ کی شجاعت اور حاتم طائی کی سخاوت کی طرح مشہور و معروف ہے۔"

آگے لکھتے ہیں:

اِنْکَارُہٗ اِنْکَارُ دَلِیْلٍ قَطْعِیٍّ بِالْاِتِّفَاقِ" کہ حدِ رجم کی دلیل کا انکار کرنا بالاتفاق قطعی دلیل کا انکار کرنا ہے۔

نیز ابن الہمامؒ لکھتے ہیں:

عَلَیْہِ اِجْمَاعُ الصَّحَابَۃِ وَمَنْ تَقَدَّمَ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ

کہ حدِ رجم پر صحابہ کرامؓ اور تمام علماءِ اسلام کا اجماع ہے۔

مولانا محمد اجمل خان

ایک ولی کامل کی استغناء سے ملک بھر میں اسلامی انقلاب

حضرت شیخ زین الدینؒ (متوفی ۸۰۱ھ) خلیفہ مجاز حضرت شیخ برہان الدینؒ غریب نے سلطان محمد شاہ بہمنی کی بیعت کرنے پر اس بناء پر انکار کر دیا کہ بادشاہ شراب نوشی اور منہیات شرعی کا مرتکب ہے۔ ۷۶۷ھ میں جب سلطان دولت آباد میں فاتحانہ داخل ہوا۔ حضرت شیخ کو پیغام بھیجا گیا کہ یا تو آپ خود میرے دربار میں حاضر ہوں یا میری خلافت کے بیعت نامہ پر بدست خود دستخط کریں۔

حضرت شیخ نے سلطان کو یہ قصہ کہلا بھیجا کہ کسی کافر بادشاہ نے ایک عالم ایک سید اور ایک مخنث (ہیجڑا) گرفتار کر کے بتخانہ میں بت کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ عالم اور سید نے رخصت پر عمل کیا اور بت کو بحالت اکراہ سجدہ کر کے اپنی جان بچالی۔ جب ہیجڑے کی باری آئی تو اس نے کہا میری تمام زندگی ناشائستہ کاموں میں گزری ہے۔ میرے پاس صرف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بطور سرمایہ ہے، اگر یہ بھی دے دوں تو کل قیامت کے دن کیا کروں گا۔ میرا سر بھی تن سے جدا کر دو، بت کو سجدہ نہیں کروں گا۔

حضرت شیخ موصوف نے فرمایا میرا قصہ بھی اس ہیجڑے کے قصہ سے مطابقت رکھتا ہے۔ میں تمہارے ہر قسم کے ظلم کو برداشت کر لوں گا، لیکن نہ دربار میں حاضر ہوں گا اور نہ تمہارے بیعت نامہ پر دستخط کروں گا۔

بادشاہ کو سخت غصہ آیا اور شہر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ شیخ نے بلا توقف اپنی جائے نماز (مصلیٰ) کاندھے پر ڈالی اور شیخ برہان الدین پیر و مرشد کے مقبرے میں جا کر ان کی قبر کے پاس اپنی لاٹھی گاڑھ دی اور اپنا مصلےٰ بچھا کر بیٹھ گئے اور کہا اب کوئی مرد ہو تو مجھے اپنی جگہ سے ہٹائے۔

بادشاہ نے جب شیخ کی یہ استقامت دیکھی تو پشیمان ہوا اور معذرت کی۔ شیخ نے قاصد سے فرمایا اگر سلطان محمد شاہ غازی شراب کی دکانیں سارے ملک میں بند کرائے اور خود بھی نہ پیئے، علماء اور قضاۃ کو حکم دے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سعی بلیغ سے کام لیں تو فقیر زین الدین سے بڑھ کر بادشاہ کا کوئی دوسرا دوست و خیر خواہ نہ ہوگا۔"

سلطان محمد شاہ اپنے نام کے ساتھ غازی کا خطاب سن کر بہت خوش ہوا۔ آخرکار بادشاہ نے شراب کی دکانوں کو اپنی پوری حکومت سے ختم کر کے شریعت کی ترویج و اشاعت میں اپنی کوشش مبذول کی۔ ملک میں چوری، ڈاکہ زنی کے واقعات کے ختم کرنے کا انتظام سختی سے کیا۔ چھ سات مہینے کے اندر ملک ان سے پاک ہوگیا۔

(تاریخ فرشتہ ۵۶۰/ج ۱
تاریخ دعوت و عزیمت ص ۱۶۳/ج ۳)

ایک درویش کا استغناء

ایک بادشاہ ایک درویش سے ملنے گیا اور دینار پیش کئے۔ درویش نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر دینار قبول نہیں کرتے تو کوئی اور حاجت بتاؤ جو میں پوری کر دوں۔

درویش نے جواب دیا:

"حاجت من آنست کہ بار دیگر
مرا زحمت نہ دہی"

میری حاجت و ضرورت صرف یہ ہے کہ دوبارہ یہاں آکر مجھے تکلیف نہ دینا۔"

حکیم سنائی کا ایک واقعہ خود ان کی زبان سے سننے کے قابل ہے

مشہور حکیم سنائی کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا جس کو سنائی سے ملاقات کا اشتیاق ہوا۔ چنانچہ ان کو تلاش کیا گیا مگر کہیں نہ ملے۔ تلاش بسیار کے بعد بالآخر ایک ہیجڑے کے یہاں سے برآمد ہوئے، اور ان کو بادشاہ کے پاس پہنچایا گیا۔

جیسے ہی یہ بادشاہ کے یہاں پہنچے تو اپنے ہاتھوں کو سمیٹ لیا اور بیٹھے تو پاؤں پھیلا کر بیٹھے۔

بادشاہ نے کہا ہم نے سُنا ہے کہ آپ حکیم سنائی ہیں۔

سنائی بولے تو پھر آپ نے مجھ میں حکمت کے خلاف کون سی بات دیکھی کہ آپ کو تعجب ہوا ــ؟

بادشاہ نے جواب دیا میں نے تم میں تین چیزیں ایسی دیکھی ہیں جو اصولِ حکمت پر پوری نہیں اترتیں۔

حکیم سنائی نے دریافت کیا کہ وہ کیا ہیں؟

بادشاہ نے کہا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ تم ہیجڑے کے گھر کیوں تھے اور کیا کرتے تھے؟

سنائی نے برملا جواب دیا' میں نے عمل کے اعتبار سے اس مخنث کے علاوہ کسی اور کو اپنے جیسا نہیں پایا؛ کیونکہ باوجودیکہ میرے جسم کی ساخت مردوں جیسی ہے اور مجھے مردوں کی ہیئت وصورت پر پیدا کیا گیا ہے، تاہم مجھ سے مردوں کا کوئی کام نہیں ہوتا۔ لہٰذا میں مخنثِ طریقت ہوں اور وہ مخنثِ شریعت ہے۔

دوسری بات بادشاہ نے یہ کہی کہ تم جب آئے تو بندھے اور سکڑے ہاتھ کیوں آئے؟

سنائی نے کہا اس لئے تاکہ تم سمجھ لو کہ میں کسی وقت بھی تمہارے سامنے دستِ سوال نہیں پھیلاؤں گا۔

تیسری بات یہ کہی کہ تم نے یہ کیا کیا کہ بیٹھے تو پاؤں پسار کر بیٹھے؟

حکیم دانا نے کہا اس لئے تاکہ آپ سمجھ لیں کہ میں ایک بے ادب شخص ہوں اور پھر آپ مجھے دوبارہ نہ بلائیں اور میرا اور اپنا وقت ضائع نہ کریں۔

سلک السلوک صفحہ ۲۱۲

کوئی قادیانی کسی مسلمان کی جائیداد کی وراثت کا حقدار نہیں ہو سکتا

سول عدالتیں جائیداد کا فیصلہ کرتے وقت مذہبی عتقاد کا بھی فیصلہ کر سکتی ہیں

راولپنڈی بنچ نے ایک قادیانی کی اپیل مسترد کرتے ہوئے ماتحت عدالت کا فیصلہ بحال رکھا

لاہور ہائی کورٹ کے راولپنڈی بنچ کے مسٹر جسٹس محمد افضل لون نے فیصلہ دیا ہے کہ قادیانی چونکہ غیر مسلم ہیں اس لیے وہ اسلامی شریعت کے تحت مسلمان کی جائیداد کی وراثت کے حقدار نہیں ہیں۔ عدالت عالیہ نے مزید قرار دیا کہ سول عدالتیں جائیداد کا فیصلہ کرتے وقت مذہبی اعتقاد کا بھی فیصلہ کر سکتی ہیں۔ عدالت نے یہ حکم غیر مسلم (قادیانی) محمد اشرف کی اپیل پر جاری کیا ہے۔ اس اپیل میں مدعا علیہ مسماۃ نعمت بی بی تھی۔ عدالت عالیہ نے چالیس صفحات پر مشتمل فیصلے میں احادیث نبوی اور قرآنی آیات کا حوالہ دیا ہے۔ اس اپیل کے فریقین کا مشترکہ رشتہ دار ایک شخص مالو تھا۔ اس کے تین بیٹے رحمت خان، لال خان اور جلال بھی فوت ہو گئے تو مالو کی تمام جائیداد خاندان میں وجہ تنازعہ بن گئی۔ ان میں سے رحمت خان کا بیٹا محمد اشرف اور لال خان کا بیٹا فتح علی موروثی جائیداد کی تقسیم کے جھگڑے میں ماتحت عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل لے کر عدالت عالیہ میں آئے تھے۔ اس اپیل میں ان کی رشتہ دار عورت نعمت بی بی فریق مخالف تھی۔ عدالت عالیہ نے اپیل خارج کرتے ہوئے اپنے فیصلے میں لکھا کہ اپیل کنندہ غیر مسلم (قادیانی) ہوتے ہوئے ایک مسلمان کی جائیداد کے وارث نہیں ہو سکتے اور اس سلسلے میں عدالت عالیہ نے ماتحت عدالت کے فیصلے کو بحال رکھتے ہوئے اپنے فیصلے میں لکھا کہ ماتحت عدالت نے بھی یہی فیصلہ دیا ہے کہ کوئی غیر مسلم (قادیانی) مسلمان کی جائیداد کا وارث نہیں ہو سکتا۔

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی وضاحت

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف نے اخبارات میں شائع شدہ ایک خبر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ایک غیر سیاسی، مذہبی جماعت ہے۔ اس کا ملک کی الیکشنی سیاست سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کی امارت کا بوجھ میرے ناتواں کندھوں پر ہے، اس لئے مجلس کے علاوہ کسی اور جماعت کی کنوینر شپ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ بعض اخبارات میں نظام العلماء کے ایک دھڑے کا مجھے کنوینر لکھا گیا ہے۔ اس خبر میں کوئی صداقت نہیں کالعدم جمعیۃ العلماء یا نظام العلماء ہمارے بزرگوں اور ہم مسلک دوستوں کی جماعت ہے؛ اس لئے اس جماعت سمیت ملک بھر کی تمام دینی جماعتوں کے لئے دعاگو ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان تمام جماعتوں کو باہمی خلفشار سے محفوظ فرما کر زیادہ سے زیادہ اتحاد و یگانگت سے ملک و ملت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

(بحوالہ ہفت روزہ لولاک فیصل آباد ۲۴ اپریل ۸۱ء)

ابوعمار زاہد الراشدی

محنت کش اور اسلامی نظام

محنت انسانی عظمت کا ایک ایسا عنوان اور اجتماعیت کا ایک ایسا محور ہے جس کے گرد انسانی معاشرہ کی چکی گھومتی ہے اور جس کے بغیر نوع انسانی کی معاشرت اور اجتماعیت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ کائنات کے خالق و مالک نے انسانی معاشرہ کے لئے جو فطری نظام زندگی نازل فرمایا اس میں محنت کی عظمت کا نہ صرف اعتراف کیا گیا ہے بلکہ دین خداوندی کو پیش کرنے والے عظیم المرتبت انبیاء کرام علیہم السلام کو "محنت کشوں" کی صف میں کھڑا کر کے خداوند عالم نے محنت کو پیغمبری وصف کا درجہ عطا فرمایا۔

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق

- اللہ تعالیٰ کے ہر نبی نے بکریاں چرائیں اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معمولی معاوضہ پر اہل مکہ کی بکریاں چرائیں۔
- آدم علیہ السلام نے کاشتکاری کی اور سوت بھی کاتا۔
- نوح علیہ السلام نے لکڑی کا کام کیا اور اپنی محنت سے کھاتے تھے۔
- ادریس علیہ السلام درزی تھے۔
- شیث علیہ السلام سوت کاتتے تھے۔
- داؤد علیہ السلام بادشاہ ہونے کے باوجود زرہیں بناتے اور ان کی کمائی کھاتے تھے۔

خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محنت کو اپنا شعار بنایا۔ بیت اللہ کی تعمیر نو مسجد نبوی کی تعمیر اور مدینہ منورہ کے دفاع کے لئے خندق کھودتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "محنت کش" کا جو عظیم کردار دنیا کے سامنے پیش کیا وہ محنت کشوں کے لئے مشعل راہ ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ احزاب کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت چٹان آڑے آگئی۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صورت حال سے آگاہ کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں کہ تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا اور بھوک کی شدت کے باعث پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا تشریف لائے، کدال اٹھائی اور چٹان کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ (بخاری ص ۵۸۸ ج ۲)

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی کھدائی کے موقع پر اپنے ہاتھوں سے مٹی اٹھا اٹھا کر باہر پھینکتے تھے۔ (بخاری ص ۵۸۹ ج ۲)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی "محنت کش" تھے۔ بخاری ص ۲۷۸ ج ۱ میں ام المومنین حضرت عائشہؓ اور ابو داؤد ص ۵۱ ج ۱ میں حضرت عکرمہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ "عمال انفسہم" محنت کش تھے اور موٹا جھوٹا پہنتے تھے جس کی وجہ سے جمعہ کے اجتماع کے موقع پر ان کے پسینہ کی بو پھیلتی تھی۔ اسی بنا پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن غسل کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے اور آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے "محنت کش" کی کمائی کو سب سے اچھی کمائی قرار دیا۔ بخاری ص ۲۷۸ ج ۱ حضرت مقدام بن معدیکربؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے اچھی کوئی کمائی نہیں کہ انسان اپنے ہاتھ کی محنت سے کمائے۔ اس کے ساتھ ہی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محنت کشوں کو معاشرہ میں ان کا صحیح مقام دلانے کے لئے جو ہدایات فرمائیں اور قرآن و حدیث میں محنت کشوں کے معاشرتی مقام کا جو نقشہ کھینچا دنیا کا کوئی نظام بھی اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل محنت کشوں غلاموں اور نچلے طبقے کے لوگوں کو معاشرہ میں حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ نام نہاد بڑے لوگ ان کے ساتھ بیٹھنا توہین سمجھتے تھے اور انہیں وہ حقوق حاصل نہ تھے جو ایک انسانی معاشرہ میں حاصل ہونے چاہئیں لیکن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محنت کشوں کو ان کے صحیح مقام و مرتبہ سے سرفراز فرمایا۔ محنت کشوں سے "وڈیروں" کی نفرت کی کیفیت کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی مجلس میں تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حضرت بلالؓ، حضرت خبابؓ، حضرت عمارؓ اور حضرت زیدؓ جیسے

حضرات بھی تھے۔ اتنے میں چند کافر سردار آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم آپ کی بات سننا چاہتے ہیں اور شاید سمجھ کر مان بھی لیں لیکن ان "ضعفا" کے ساتھ بیٹھنا ہماری توہین ہے۔ اس لئے آپ ہمیں الگ مجلس میں اپنی بات سمجھائیں۔ سرداروں اور وڈیروں کی یہ فرمائش اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں ان الفاظ کے ساتھ رد فرمادی کہ

"اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم (ان کافروں وڈیروں کی وجہ سے) ان لوگوں کو دُور نہ ہٹائیں جو صبح وشام اپنے رب کو اس کی رضا کے لئے یاد کرتے ہیں نہ ان کے حساب کی آپ پر ذمّہ داری ہے اور نہ آپ کے حساب کی ان پر ذمّہ داری ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ان کو (اپنی مجلس سے) ہٹا دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شمار نا انصافوں میں ہو جائے۔

(سورۃ الانعام)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کے بارے میں جو محنت کشوں کا سب سے نچلا درجہ اور کمزور طبقہ شمار ہوتا ہے حسن سلوک کی بار بار نصیحت فرمائی حتیٰ کہ آپ کی آخری وصیت بھی نماز کی پابندی اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی دو ہدایات پر مشتمل تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کو معاشرہ میں معیارِ زندگی کے لحاظ سے دوسرے لوگوں کے مساوی درجہ عطا فرمایا اور واضح طور پر ہدایت فرمائی کہ

یہ غلام تمہارے ہی بھائی اور ساتھی ہیں جنہیں اللہ تعالےٰ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ پس تم میں سے کسی شخص کے تحت اس کا بھائی ہو تو اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے۔ وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے اور ایسا کوئی کام اس کے ذمّہ نہ لگائے جو اس کے بس سے باہر ہو۔

(بخاری ج ۱ ص ۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واضح ارشاد سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کوئی مشکل امر نہیں ہے کہ جب مالک اور اس کے خرید کردہ غلام کے درمیان معیارِ زندگی کی برابری اسلامی نظام کا بنیادی تقاضا ہے تو آج کارخانہ دار اور مزدور کے درمیان بھی معیارِ زندگی کی برابری قائم کر کے ہی اسلامی نظام کو صحیح طور پر روبہ عمل لایا جا سکتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر صحابہ کرامؓ نے انفرادی اور اجتماعی طور پر جس طرح عمل پیش کیا اور خلافت راشدہ کی صورت میں اسلامی نظام کا جو مثالی معاشرہ دنیا کے سامنے پیش کیا، دنیا کی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ انفرادی طور پر:

۱۔ حضرت عثمانؓ اپنے غلاموں کو خود اپنے معیار کا کھانا اور لباس مہیا فرماتے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنی لڑکیوں اور لونڈیوں کو ایک جیسا زیور پہناتے۔

۳۔ حضرت ابوذر غفاریؓ اپنا اور اپنے غلام کا لباس ایک ہی کپڑے سے سلواتے۔

اور اجتماعی طور پر اس معاشرہ میں جہاں بڑے اور چھوٹے طبقوں کی واضح تقسیم موجود تھی اسلام نے خلافت راشدہ کی صورت میں ایسے معاشرہ کی بنیاد ڈالی جس میں بڑے، چھوٹے اور متوسط طبقوں کا کوئی وجود نہیں تھا۔

معاشرہ میں امیر المؤمنین صوبوں کے گورنر اور عمال کا طبقہ بھی موجود تھا اور اس حکمران طبقہ کا معیارِ زندگی وہی تھا جو ایک عام آدمی کا تھا۔ حضرت عمرؓ کے لئے بیت المال سے وظیفہ کے تعین کے لئے مشورہ ہو رہا تھا تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آپ کی اور آپ کے اہل وعیال کی ضروریات کو معروف طریقہ سے (عام آدمی کی طرح) پُورا کرنے کے لئے جتنا وظیفہ ضروری ہو وہی آپ کا حق ہے۔ اصحابِ شوریٰ نے حضرت علیؓ کے قول کو پسند کیا اور اسی پر فیصلہ ہو گیا۔ (طبری ج ۴ ص ۱۶۴) چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنا اور اپنے گورنروں اور عمال کا وظیفہ عام آدمی کے گزارے کے مطابق فرمایا۔ معاشرہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت عثمانؓ جیسے تاجر بھی تھے اور ان کا رہن سہن اور کھانا پینا بھی معاشرہ کے عام آدمی کی طرح تھا اور ان کی دولت ذاتی تعیش اور نمود پر صرف ہونے کی بجائے غرباء اور معاشرہ کی فلاح و بہبود میں صرف ہوتی تھی۔

الغرض آج جس طرح معاشرہ بڑے طبقے متوسط طبقے اور چھوٹے طبقے میں تقسیم ہو چکا ہے اور اصحابِ ثروت نے دولت کے اظہار اور تعیش کے لئے ہر شہر میں اپنے الگ محلے بسا لئے ہیں خلافت راشدہ کے دَور میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا بلکہ اسلام نے پہلے سے موجود طبقاتی تقسیم کو ختم کر کے خلافت راشدہ کی صورت میں ایک خالصۃً غیر طبقاتی معاشرہ پیش کیا ہے اور یہاں اس حقیقت کا اظہار شاید بے محل نہ ہو کہ آج کمیونزم کے جن خطرات کا اظہار کیا جا رہا ہے اس کی بنیادی وجہ معاشرہ کی طبقاتی تقسیم ہے جس کے نتیجے میں ایک طرف دولت سے کھیلنے والوں اور بات بات پر دولت کی نمائش کرنے والوں کا طبقہ بلند و بالا محلوں میں عیش و عشرت کی زندگی گزار رہا ہے اور دوسری طرف اسی معاشرہ میں آبادی کی اکثریت روزمرہ ضروریات کو پُورا کرنے سے قاصر ہے۔ کمیونزم ہمیشہ معاشرہ کی طبقاتی تقسیم سے جنم لیتا ہے اس لئے کمیونزم کا راستہ صرف اسی صورت میں روکا جا سکتا ہے کہ معاشرہ میں معیارِ زندگی کی برابری کا اصول اپنا کر خلافت راشدہ کی طرز پر غیر طبقاتی معاشرہ کی تشکیل کے لئے اجتماعی اور ہمہ گیر جدوجہد کا آغاز کیا جائے ورنہ کمیونزم کا راستہ صرف نعروں اور جذباتی تقریروں سے نہیں روکا جا سکے گا۔

ہمارا آج کا موجودہ اقتصادی و معاشی نظام نوآبادیاتی دَور کی یادگار ہے۔ اسلام کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اس لئے یہ

ضروری ہے کہ اس نظام کو یکسر تبدیل کر کے محنت کشوں کو معاشرہ میں دوسرے طبقوں کے برابر معیار زندگی کی سہولتیں فراہم کی جائیں اور حق معیشت میں مساوات کا وہ واضح اور اٹل اصول اپنایا جائے جو اسلامی نظام کی اصل روح ہے۔ نامناسب نہ ہوگا کہ اگر یہاں حق معیشت میں مساوات کے اصول کی تھوڑی سی وضاحت کر دی جائے تاکہ یہ بات واضح ہو سکے کہ اسلام معاشرہ کے مختلف طبقات اور افراد کے درمیان مساوات کا کیا اصول قائم کرتا ہے۔

اسلام نے فرد کی ملکیت کے حق کو تسلیم کیا ہے اور اسے یہ بھی اجازت دی ہے کہ وہ جائز اور حلال ذرائع سے اپنی ملکیت اور دولت میں جسقدر چاہے اضافہ کرے لیکن اس کے ساتھ اسلام یہ پابندی بھی لگاتا ہے کہ:

دولت کی اجتماعی گردش صرف سرمایہ داروں میں محدود نہ رہے بلکہ معاشرہ کے تمام طبقے اس سے فیض یاب ہوں (کے لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم (سورۃ الحشر)

دولت کی ایسی نمائش اور عیش و عشرت کے ایسے مواقع جن سے محروم طبقے مایوسی کا شکار ہوں یا ان میں مسابقت اور معیار زندگی میں آگے بڑھنے کا جذبہ ناجائز ذرائع کو اختیار کرنے کی سوچ پیدا کرے قانوناً ممنوع ہوں۔

معیار زندگی مثلاً خوراک، لباس اور رہائش وغیرہ معاملات میں معاشرہ کے مختلف طبقات کے درمیان مساوات کا اصول کارفرما رہے اور اگر اس مقصد کے لئے کسی قانونی قدغن کی ضرورت ہو تو اس سے بھی گریز نہ کیا جائے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے بصرہ شہر کی تعمیر کے وقت پابندی لگا دی تھی کہ کوئی شخص تین کمروں سے زائد مکان نہ بنائے اور یہ بھی ہدایت فرما دی تھی کہ مکانوں کو بلند کرنے میں ایک دوسرے سے مقابلہ نہ کرو۔

(بحوالہ اسوۂ صحابہؓ ص ۲۶۵ ج ۱)

دولت اور اس کے جو ذرائع حکومت کی طرف سے تقسیم کئے جائیں ان میں بالکل برابری اور مساوات کا اصول اپنایا جائے جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ نے بیان فرمایا۔ صدیق اکبرؓ کے خلیفہ بننے کے بعد جب بحرین وغیرہ سے مال آیا تو آپ نے اسے مدینہ کے شہریوں میں برابر تقسیم کر دیا۔ کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ حضرت لوگوں میں کچھ فضیلت اور مرتبہ والے بھی ہیں لیکن آپ نے سب کو برابر حصہ دیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ جہاں تک فضیلت اور درجہ کا تعلق ہے اس کا ثواب اللہ تعالٰے دیں گے (وهذا معاش فالأسوة فيه خير من الاثرة) کتاب الخراج ص ۵۰) اور یہ معیشت ہے اس میں برابری اور مساوات کا اصول ترجیح سے بہتر ہے اور جیسا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دولت کی مساوی تقسیم کو ہی اسلامی معیشت کا صحیح اصول قرار دیا ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب امام مہدیؓ آئیں گے تو زمین ظلم و جور سے پُر ہوگی اور امام مہدی ظلم و جبر کا خاتمہ کر کے دنیا بھر میں عدل و انصاف کو غالب کر دیں گے پھر فرمایا:

ويقسم المال صحاحاً قال لـه رجل ما صحاحاً قال بالسوية بين الناس رواه احمد وابو يعلى ورجالهما ثقات (مجمع الزوائد ص ۳۱۴ ج ۷)

کہ امام مہدیؓ لوگوں میں مال کو صحیح طریقہ سے تقسیم کریں گے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ صحیح طریقہ کیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لوگوں میں برابری اور مساوات کی بنیاد پر" الغرض اسلام نے جائز ذرائع سے دولت کمانے کی اجازت دینے کے باوجود معیار زندگی کی برابری اور قومی سطح پر دولت اور اس کے ذرائع کی تقسیم میں مساوات کو اصول قرار دیا ہے اور مساوات کے اس اصول کو قائم کرنے کے لئے بوقت ضرورت اصحاب ثروت سے ان کا زائد مال حاصل کر کے دوسرے لوگوں میں تقسیم کرنے کا تصور بھی موجود ہے جیسا کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے ایک سفر کے دوران جب آپ کے ہمراہ تین سو صحابہؓ تھے زاد راہ ختم ہونے پر سب لوگوں کے زاد راہ ان سے حاصل کر لئے اور برابری کی بنیاد پر اس میں سے ان کو خوراک دیتے رہے (محلی ص ۱۵۸ ج ۶) اسی طرح حضرت عمرؓ نے ایک موقع پر فرمایا کہ جو بات میں نے اب محسوس کی ہے اگر اسے پہلے محسوس کر لیتا تو مالداروں کے زائد اموال ان سے چھین کر مہاجر فقراء میں تقسیم کر دیتا۔ (محلی ص ۱۵۸ ج ۶) اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اگر معاشرہ کسی وقت اس نوعیت کی تباہ کن صورتحال سے دوچار ہو جائے تو معیار زندگی میں برابری اور دولت و ذرائع دولت کی تقسیم میں مساوات کے اصول کو دائرۂ عمل میں لانے کے لئے اصحاب ثروت کے زائد اموال کو ضبط بھی کیا جا سکتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محنت اور محنت کش کی عظمت کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ معاشرہ میں محنت کشوں کو تمام طبقوں کے برابر معیار زندگی کی ضمانت دی اور دولت کے قومی ذرائع سے ہر شہری کے برابر مستفید ہونے کے حق کو اصول قرار دیا اور یہ انسانی معاشرت کے ایسے فطری اور محکم اصول ہیں جن سے بہتر اصول اور کوئی نظام پیش نہیں کر سکتا۔ آخر میں ہم اپنی گزارشات کا اختتام امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے اس ارشاد گرامی پر کرنا چاہتے ہیں کہ:

اللہ تعالٰی نے اغنیاء کے مالوں میں فقراء کا اتنا حق رکھا ہے جس سے انکی ضروریات کی کفایت ہو سکے۔ پس اگر فقراء بھوکے رہیں یا ننگے ہوں یا اپنی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے مشقت کا شکار رہیں تو یہ اغنیاء کی بے پرواہی اور انکی طرف سے فقراء کے حقوق میں کوتاہی کے باعث ہوگا اور ایسے اغنیاء اللہ تعالٰی کی طرف سے محاسبہ اور عذاب کے مستحق ہیں۔ (المحلی لابن حزم ص ۱۵۶ ج ۱۲)

طلبہ کی سرگرمیاں ترتیب : جنید شہزاد

متحد اور منظم ہو کر غلبہ اسلام کے لئے کام کیجئے

ندیم اقبال اعوان

کسی بھی سطح کی جمعیۃ میں کسی غیر طالب العلم کو ذمہ داری نہ دی جائے (مرکزی مجلس عاملہ کا فیصلہ)

شہدائے بالاکوٹ کی یاد میں اجلاس منعقد کئے جائیں

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے نو منتخب صدر جناب ندیم اقبال اعوان نے اپنے ایک حالیہ پیغام میں کارکنوں سے اپیل کی ہے کہ وہ متحد اور منظم ہو کر غلبہ اسلام کے لئے جدوجہد کریں۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ خلفشار کے دور میں ہماری ذمہ داریاں اور بڑھ گئی ہیں اور ہمیں چاہیئے کہ باہمی افہام و تفہیم سے تمام مسائل کو حل کرتے ہوئے باہمی اتحاد اور یگانگت کا ثبوت دیں۔ انہوں نے کہا کہ دشمن کی نظریں ہم پر برابر لگی ہوئی ہیں غلبہ اسلام کے دشمن یہ چاہتے ہیں کہ علماء حق کے اس قافلے کو منتشر کر کے اسلامی نظام کے راستے میں مشکلات حائل کر دی جائیں؛ تاکہ اسلامی نظام کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری ہمتیں جوان ہیں اور ہم پورے عزم اور ولولے سے کام کو آگے بڑھانے کے لئے دن رات کام کریں گے۔ انہوں نے کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنی صفوں میں گھسے ہوئے آستین کے سانپوں کو پہچانیں اور اپنی صفوں میں مکمل اتحاد کا ثبوت دیتے ہوئے جمعیۃ طلبہ اسلام کے پروگرام کو گھر گھر تک پہنچائیں۔

انہوں نے اپنے بیان کے آخر میں امید ظاہر کی ہے کہ جمعیۃ طلباء اسلام کے جیالے کارکن بہت جلد محنت، لگن اور خلوص سے تمام مشکلات پر قابو پا لیں گے۔ انہوں نے ایک پیغام میں کہا ہے کہ میں عنقریب پورے ملک کا دورہ کروں گا تاکہ کارکنوں سے رابطہ کر کے ان کے مسائل اور مشکلات حل کئے جائیں۔

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

کو مبارکباد

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے مرکزی صدر جناب ندیم اقبال اعوان اور مرکزی ناظم عمومی جناب ظہیر میر نے حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کو نظام العلماء کا جنرل سیکرٹری منتخب ہونے پر دلی مبارکباد پیش کی ہے۔ انہوں نے حضرت اقدس کو پوری جماعت کی طرف سے مکمل تعاون کا یقین دلایا ہے۔ دونوں راہنماؤں نے امید ظاہر کی ہے کہ نظام العلماء حضرت اقدس کی راہنمائی میں ملک میں ایک اہم کردار ادا کرے گی۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور کے جنرل سیکرٹری بننے پر ملک کے کونے کونے سے مبارکباد کے بے شمار خطوط موصول ہو رہے ہیں تنگیٔ اوراق کی بنا پر ان کی اشاعت ممکن نہیں، بہرحال گاہے بگاہے ہم انہیں شائع کرتے رہیں گے۔

مرکزی مجلس عاملہ کا

اجلاس اور اہم فیصلے

گذشتہ دنوں ۱۶ مارچ کو خانپور میں جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کی نو منتخب مرکزی مجلسِ عاملہ کا ایک انتہائی اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں تنظیم کی مجموعی صورتِ حال کا جائزہ لیا گیا اور باہمی اتفاق رائے سے جناب محمد ادریس صاحب کو مرکزی سیکرٹری اطلاعات منتخب کیا گیا۔ تاہم ناظم مالیات کے انتخاب کا اختیار صدر اور سیکرٹری کے ذمہ لگایا گیا اور انہیں اختیار دیا گیا کہ وہ جس آدمی کو مناسب سمجھیں اس عہدہ کے لئے تجویز فرمائیں۔ مرکزی عاملہ کے اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ کسی بھی سطح کی جمعیۃ میں کسی غیر طالب العلم کو ہرگز کسی ذمہ داری پر مامور نہ کیا جائے۔ اور اگر کوئی غیر طالب العلم کسی عہدہ پر ہو تو اسے دستور کے مطابق فوراً عہدے

سے برطرف کر دیا جائے اور اس کی اطلاع مرکزی دفتر کو دی جائے تاکہ ضابطہ کی کارروائی عمل میں آسکے۔ غیر طالبعلم اجلاسوں میں شرکت تو کرسکتا ہے، لیکن کسی معاملہ میں ووٹ نہیں دے سکتا اور نہ ہی جماعت کی کسی پالیسی پر اثر انداز ہوسکتا ہے۔ اجلاس میں درج ذیل افراد نے شرکت کی:

۱. ندیم اقبال اعوان
۲. محمد ظہیر میر
۳. ڈاکٹر نذیر سپھوار
۴. عبداللہ جان
۵. خالد محمود سومرو
۶. محمد نعیم ترین اور
۷. خالد محمود دلو

تمام ضلعی صدور متوجہ ہوں

جمعیۃ طلبہ اسلام کی مرکزی عاملہ کے فیصلے کے مطابق کوئی غیر طالب علم کسی ذمہ داری پر مامور نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کوئی غیر طالب علم جمعیۃ کے کسی عہدہ پر مامور ہو تو ضلعی صدر کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ فوراً مرکزی دفتر کو اس کی اطلاع دے تاکہ ضابطہ کی کارروائی عمل میں آسکے۔ ضلعی صدر کے دستخط کے ساتھ ضلعی جنرل سیکرٹری کے دستخط ہونے ضروری ہیں۔

شہدائے بالاکوٹ

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل جناب ظہیر میر نے تمام کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ شہدائے بالاکوٹ کے سلسلہ میں پورے ملک میں اجلاس منعقد کریں اور لوگوں کو تحریکِ آزادی کے سپوتوں کے کارناموں سے آگاہ کرنے کے لئے مثبت لٹریچر تقسیم کریں۔ لوگوں کو تاریخ کے صحیح حالات سے آگاہ کریں۔ انہوں نے ایک بیان میں کہا ہے کہ شہدائے بالاکوٹ نے اپنی جانوں کے نذرانے دے کر ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غلامی کے بندھنوں سے آزاد کرایا ہے۔ انہوں نے ایک بیان میں شہدائے بالاکوٹ کو انتہائی شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ انہوں نے حکومت سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ حکومتی سطح پر شہدائے بالاکوٹ کی صحیح تاریخ اور واقعات سے لوگوں کو متعارف کرانے کے لئے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر خصوصی پروگرام پیش کرے۔

اطلاع عرض ہے

ہفت روزہ ترجمان اسلام باقاعدگی سے شائع ہونا شروع ہوگیا ہے۔ طلباء کی ڈائری بھی معمول کے مطابق شائع ہوا کرے گی۔ ڈائری پنجاب یونیورسٹی کے طالبعلم جناب جنید شہزاد ترتیب دیا کریں گے۔ اس لئے تمام کارکنوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ اپنی سرگرمیوں کی خبریں اور رپورٹیں مرکزی دفتر جمعیۃ طلبہ اسلام ۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور کے پتہ پر جنید شہزاد صاحب کے نام بھیجا کریں۔ ترجمان اسلام کو براہ راست بھیجی گئی کوئی رپورٹ شائع نہیں ہوگی۔

منجانب:
محمد ظہیر میر
ناظم عمومی، جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان

دفتر میں لٹریچر موجود ہے

جمعیۃ طلبہ اسلام سے متعلق مختلف پمفلٹ اور دوسرا لٹریچر مرکزی دفتر میں موجود ہے۔ آپ براہ راست مرکزی ناظم دفتر کے نام خط لکھ کر ان سے اس سلسلہ میں رابطہ کرسکتے ہیں۔ رسید بکیں کچھ دنوں تک چھپ جائیں گی اور اس کی اطلاع آئندہ ڈائری میں دی جائے گی۔

سرداری کی وجہ

ایک اعرابی بصرہ میں آیا اور پوچھا اس شہر کا سردار کون ہے ——؟
لوگوں نے کہا حسن بصریؒ۔
اس نے پوچھا وہ کس وجہ سے سردار بن گیا۔؟ جواب ملا مالدار اموال کی جو دولت لوگوں کے پاس تھی اس سے اس نے بے نیازی اختیار کی اور علم کی جو دولت اس کے پاس تھی اس میں لوگ اس کے محتاج ہوگئے۔
اعرابی نے کہا:
سردار کو ایسے ہی اوصاف کا مالک ہونا چاہیئے۔
(مناقب الحسنؒ لابن الجوزیؒ)

بقیہ: اداریہ

عوام کے سیاسی معاشی اور دینی حقوق کی بحالی کیلئے عزیمت واستقامت کے نئے سفر کا آغاز کریں اور اپنے عمل، اتحاد اور جذبہ کے ساتھ دنیا پر واضح کر دیں کہ ولی اللّٰہی قافلہ آج بھی دنیا کو سرمایہ دارانہ وجاگیردارانہ نظام اور کمیونزم کی مجہول بھلیوں سے نکالتے ہوئے خلافت راشدہ کے عادلانہ نظام کی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

علاقائی صورتحال کی نزاکت

وزیر خارجہ جناب آغا شاہی نے گذشتہ دنوں امریکہ کے وزیر خارجہ الیگزینڈر ہیگ سے افغانستان میں روسی مداخلت سے پیدا شدہ امور اور پورے علاقہ کی مجموعی صورتحال پر تبادلۂ خیالات کیا اور پاکستان کے لئے امریکہ کی امداد [illegible] مسئلہ پر بھی بات چیت کی۔ اس وقت [illegible] سے ملحقہ ممالک جس نازک صورتحال سے دوچار ہیں وہ اہل بصیرت سے مخفی نہیں اور روس نے عالمی رائے عامہ کے احتجاج ومطالبات کو یکسر مسترد کرتے ہوئے [illegible]

افغانستان کے بعد روس کی اگلی منزل کونسی ہوگی؟ اس سوال نے پورے علاقہ کے امن کو انجانے خدشات اور اعصابی کشیدگی سے دوچار کر رکھا ہے اور اس سے فائدہ اٹھا کر امریکہ دوبارہ اس علاقہ میں اپنے اثرات کو مضبوط کرنے، اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے ٹھوس منصوبہ بندی کرنے اور کھوئے ہوئے وقار کو بحال کرنے کی تگ ودو میں مصروف ہے۔ ان حالات میں پاکستان کے رول کے تعین کا مسئلہ اپنے اندر انتہائی نزاکتیں اور سنگینی لئے ہوئے ہے۔

ہم تفصیلات میں جائے بغیر صرف اتنی بات عرض کرنا چاہیں گے کہ علاقائی کشمکش میں پاکستان کے کردار کا تعین ایسا مسئلہ ہے جس پر ملک وقوم کے مستقبل کا دارومدار ہے اس لئے حکومت یا کسی ایک طبقہ کو اس بارے میں تنہا فیصلہ کا رسک نہیں لینا چاہیئے بہتر ہوگا کہ سنسر شپ اور اظہار رائے پر عاید دیگر پابندیاں ختم کر دی جائیں، سیاسی عناصر کو کام کرنے کی آزادی دی جائے اور جمہوری عمل کو غیر مشروط طور پر بحال کر دیا جائے تاکہ پوری قوم اور رائے عامہ کی نمائندگی کرنے والے ادارے آزادی اور وقار کے ساتھ اس نازک مرحلہ میں اجتماعی بحث وتمحیص کے ذریعہ متوازن اور ٹھوس فیصلہ تک پہنچ سکیں۔

بقیہ: رجم کے بارے۔۔۔

اور شرعی عدالتوں میں قرآن وحدیث کے ماہر ممتاز علماء کو مقرر کر کے تحریف والحاد کے فتنوں کا ہمیشہ کے لئے سدباب کرنے کا ثبوت مہیا کرے۔

دستخط کنندگان

- حضرت مولانا محمد شریف کشمیری، شیخ الحدیث خیر المدارس ملتان
- حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب
- حضرت مولانا [illegible] ملتان، سابق شیخ الحدیث مخزن العلوم، خانپور
- حضرت مولانا علی محمد صاحب، مہتمم دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا
- حضرت مولانا رشید احمد شاہ جمالی، مدرسہ عطاء العلوم، ڈیرہ غازیخان
- حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب، مفتی مدرسہ قاسم العلوم، ملتان
- حضرت مولانا محمد اکبر صاحب، مدرس مدرسہ قاسم العلوم ملتان
- حضرت مولانا فیض احمد صاحب، مہتمم مدرسہ قاسم العلوم ملتان
- حضرت مولانا محمد امین صاحب، مدرس مدرسہ قاسم العلوم ملتان
- حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب، مدرس مدرسہ قاسم العلوم ملتان
- حضرت مولانا محمد صاحب، مدرس مدرسہ قاسم العلوم ملتان
- حضرت مولانا منظور احمد صاحب، مدرس خیر المدارس، ملتان

حضرت مولانا محمد صدیق صاحب، مدرس خیر المدارس ملتان۔

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور کے
چیف رپورٹر
جناب راؤ منور احمد خاں
مختلف اضلاع کے تفصیلی دورہ پر ہیں۔ (ادارہ)

جناب اکرام القادری صاحب

سابق مدیر ترجمان اسلام ادارت کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے کے بعد خانیوال چلے گئے ہیں۔ اس لئے احباب نیز موصوف ان کے ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔ حضرت مولانا مفتی محمود قدس سرہ العزیز کے خطوط کا مجموعہ

مکاتیب محمود

کے نام سے جمع کر رہے ہیں۔ جن صاحب کے پاس حضرت مفتی صاحب کا کوئی خط ہو وہ خط یا اس کی فوٹو کاپی قادری صاحب کو درج ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

جناب اکرام القادری،
عادل پبلیکیشنز، ۴۹ غلہ منڈی
خانیوال، ضلع ملتان